عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

انٹرنیشنل

جلد نمبر ۱۰، شمارہ نمبر ۵۰

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

…مد الرحمٰن صاحب نور اللہ مرقدہٗ

…ح البیان مُبلّغ

…لی پائے کا مدرس

بے خوف مُجاہد

جب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

مکہ چھوڑ کر مدینہ چلے

ذکری مذہب

نہ حج ۞ نہ ذکر ۞ نہ اسلام

کیا آپ ولی بننا چاہتے ہیں؟

اگر آپ کا جواب

اثبات میں ہے تو ولایت کا

مختصر راستہ اندرونی صفحات پر ہے

مرزا قادیانی کے معجزات کے دعوے

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کے نوکِ قلم کی زد میں

سیرتِ مصطفیٰ ؐ کے چند روشن پہلو

ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی

فرمایا کرتے تھے۔ آپؐ اپنے تمام کام اپنے مبارک ہاتھوں سے کیا کرتے تھے۔ آپؐ اپنے نعلین مبارک یعنی جوتے مبارک خود سیا کرتے تھے۔ لباس اگر پھٹ جاتا تو دست مبارک سے اس میں پیوند لگا لیتے تھے۔ پھر سیرت نبی اکرمؐ پر جتنی بھی کتب ہیں ان میں آپؐ کی سیرت مبارکہ کا ایک اور پہلو ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ جب آپؐ صحابہ کرامؓ کے ساتھ غزوات یا سفر کے موقعہ پر تشریف لے جاتے تو آپؐ ان کے برابر کے شریک ہوتے تھے اگر آپؐ کو کوئی کام ذکر نا ہوتا اور آپؐ فارغ ہوتے تو پھر آپؐ جنگل میں تشریف لے جایا کرتے تھے اور وہاں جاکر آپؐ لکڑیاں اکٹھی فرمایا کرتے تھے۔ غزوہ خندق کے موقع پر نبی اکرمؐ بھی صحابہؓ کرام کے ساتھ باقاعدہ کھدائی کا کام کرتے تھے جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں نبی اکرمؐ اس دنیا کے لئے رحمت بن کر آئے اور اسی لئے نبی اکرمؐ کا ایک لقب مبارک رحمت للعلمین ہے کہ آپؐ تمام کائنات کے لئے تمام جہانوں کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے۔ نبی اکرمؐ نے جنگ کے بارے میں فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی مسجد میں یا کسی عبادت گاہ میں بیٹھ کر عبادت کر رہا ہے اور جنگ جاری ہے تو اسے قتل بالکل نہیں کرنا اگر عیسائی گرجے میں بیٹھ کر عبادت کر رہا ہے تو اسے ہرگز قتل کرنے کا حکم نہیں اور اسی طرح آپؐ نے یہ ارشاد فرمایا کہ کھجوروں کے درختوں کو ضائع نہیں کرنا۔ سبز درختوں کو نہیں کاٹنا، عمارتوں کو نہیں گرانا یہ ضابطہ اخلاق تھا جو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عطا فرمایا۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جہاں تک جنگی کارروائیوں کا تعلق ہے تو دس سال کے مختصر عرصے میں عرب کا تقریباً دو سو چھہتر میل مربع علاقہ اسلام کے زیر نگین آگیا تھا۔ مسلمانوں کے جانی نقصان کو دیکھا جائے تو مہینے پر ایک آدمی کا اوسط پڑتا ہے۔ دس سال مکمل نہیں ہوئے تھے کہ دس لاکھ مربع میل رقبہ مسلمانوں کے قبضے میں آگیا لیکن نبی اکرمؐ اس دنیا میں رحمت بن کر تشریف لائے اور بطور سپہ سالار اعظم کے بھی آپؐ نے ہمیشہ امن سے کام لیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہمیشہ شرک سے منع

فرمایا اور آپؐ نے یہ فرمایا کہ قبروں کی پرستش ہرگز نہ کی جائے اور ان کو عبادت گاہ اور مسجد قطعی طور پر نہ بنایا جائے۔ نبی اکرمؐ کے آخری الفاظ مبارکہ یہ تھے کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کو تباہ کرے۔ انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہرہ آفاق تصنیف نہج البلاغہ جو کہ آپ کے خطبات، مکتوبات، ملفوظات، اقوال اور اشعار کا مجموعہ بتائی جاتی ہے۔ اس میں سیرت مصطفیٰؐ کا ذکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے الفاظ میں اس طرح ہے کہ وہ پرہیزگاری کے لئے امام اور ہدایت حاصل کرنے والوں کے لئے سرچشمہ بصیرت ہیں۔ وہ ایسا چراغ ہیں جس کی روشنی آنکھ کو بصیرت دیتی ہے۔ وہ ایسا روشن ستارہ ہیں جس کی ضیاء رہنمائی کرتی ہے اور ایسا چقماق جس کی ضو شعلہ فشاں ہے ان کی سیرت سیدھی راہ پر ہدایت اختیار کرنا ہے۔ ان کا کلام حق و باطل کا فیصلہ کرنے والا اور حکم عین انصاف ہے۔ یہ وہ الفاظ مبارکہ

تھے جو حضرت علیؓ نے نبی اکرمؐ کی سیرت مبارکہ پر بیان فرماتے ہوئے کہے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاک نشین بھی تھے۔ بوریا نشین بھی گوشہ نشین بھی اور شہنشاہ بھی تھے۔ صاحب محراب بھی اور صاحب منبر بھی۔ آپؐ نمونہ صدق و صفا بھی تھے۔ آپؐ ہر خطہ، ہر ملک، ہر کام اور ہر زمانے کے لئے اور ہر کائنات کے لئے ایک آفاقی پیغام لے کر اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے۔ نبی اکرمؐ نے جو تریسٹھ سال کی مختصر زندگی گزاری آپؐ کی سیرت مبارکہ کا ایک ایک پہلو فقہ اسلامیہ کی کتب میں محفوظ ہے۔ حضرت عائشہؓ کا یہ قول مبارکہ ہے کان خلقہ القرآن کہ نبی اکرمؐ کا خلق مبارکہ قرآن تھا۔ بذات خود قرآن پاک ایک ایسی عظیم کتاب ہے جو نبی اکرمؐ کی زندگی کے تمام امور پر روشنی ڈالتی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اس دنیا میں تشریف لائے تو تمام دنیا میں جہالت تھی۔ تمام دنیا میں جرائم تھے۔ تمام دنیا میں تاریکی تھی۔ نبی اکرمؐ تمام مخلوق کے لئے رحمت بن کر اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے۔

بچوں کے ساتھ آپؐ کی محبت کی کوئی حد نہ تھی۔ آپؐ انھیں سلام کرنے میں ہمیشہ پہل فرماتے تھے۔ جب سفر سے واپس آتے تو جو بچہ راستے میں ملتا اسے اپنے ساتھ سواری پر بٹھا لیتے۔ آپؐ کے نواسے حسنؓ اور حسینؓ اپنے بچپن میں سجدے کے دوران پشت مبارک پر سوار ہو جاتے تو آپؐ اپنے سجدے کو طویل فرما دیتے۔ کسی محفل میں کھانے پینے کی کوئی چیز تقسیم فرماتے تو سب سے پہلے اس محفل میں بچوں کو مرحمت فرماتے اور بالخصوص جو سب سے چھوٹی عمر کا بچہ ہوا کرتا تھا آپؐ وہ تحفہ اور چیز سب سے چھوٹے بچے کو عنایت فرمایا کرتے تھے اور تبسم

حضرت عائشہؓ حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ جب رحلت کا وقت قریب آیا تو ایک سیاہ دھاری دار چادر آپؐ نے اوپر اوڑھ رکھی تھی آپؐ کبھی اس [illegible] اقدس پر ڈالتے اور جب تکلیف ہونے لگتی تو اس کو ہٹا دیتے [illegible] سی حالت میں آپؐ نے فرمایا یہود و نصاریٰ پر خدا کی لعنت ہو۔ انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا۔ آپؐ [illegible]انوں کو اس سے خبردار فرما رہے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض وفات میں یعنی جب نبی اکرمؐ مریض تھے اور جب آپؐ اس دنیا سے پردہ فرما رہے تھے تو آپؐ نے چالیس غلاموں کو آزاد فرمایا آپؐ کے پاس سات یا چھ دینار تھے۔ حضرت عائشہؓ کو حکم ہوا کہ ان کو بھی صدقہ کر دیں۔ نبی اکرمؐ سے صحابہ کرامؓ کو کس قدر عقیدت اور محبت تھی اس کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ جب نبی اکرمؐ رحلت فرما گئے۔ پھر یہ مدینہ کا ایک غمگین ترین دن تھا۔ جب حضرت بلالؓ نے فجر کی اذان دی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد نے آپ کو بہت ستایا۔ آپؓ بے ساختہ رونے لگ گئے اور آپؓ کی ہچکیاں شروع ہو گئیں۔ اس منظر سے مسلمان پہلے ہی غمزدہ اور رنجیدہ تھے پھر وہی منظر ان کے درمیان لوٹ آیا کہ کس قدر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان ہوا کرتے تھے اور کس قدر حضرت بلالؓ اذان فرمایا کرتے تھے آج بھی نبی اکرمؐ کا ہمیں یہ حکم ہے کہ ہم اپنے والدین سے بڑھ کر اپنی اولاد سے بڑھ کر حضور اکرمؐ سے محبت کریں اور نبی اکرمؐ کا عشق و محبت یہ تقاضہ کرتی ہے کہ ہم اپنی اولاد اور اپنے تمام عزیز و اقارب سے بھی زیادہ نبی اکرمؐ سے محبت کریں اور اسی میں ہماری نجات ہے۔ نبی اکرمؐ کا اگر آپ گھر مبارک دیکھیں تو اس میں جتنی بھی اولاد ظاہر ہے اور ازواج مطہرات

باقی صفحہ ۲۴ پر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوة

جلد نمبر ۱۰ | بتاریخ ۱۸ تا ۲۴ ذوالقعدہ ۱۴۱۲ھ بمطابق ۲۲ تا ۲۸ مئی ۱۹۹۲ء | شمارہ نمبر ۵۰

مدیر مسئول ــــ عبد الرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱۔ سیرت مصطفےٰ ﷺ کے چند پہلو ــــ ۲
۲۔ نعت پاک ــــ ۴
۳۔ ذکریوں کو معنوی حج کی اجازت کیوں؟ (اداریہ) ــــ ۵
۴۔ ہجرت ــــ ۶
۵۔ مفتی احمد الرحمٰن نور اللہ مرقدہ ــــ ۹
۶۔ ولایت کا مختصر راستہ ــــ ۱۰
۷۔ ڈاکٹر اسلام الحق سے انٹرویو ــــ ۱۲
۸۔ داستان ازلا ــــ ۱۵
۹۔ انگریز کا خود کاشتہ پودا ــــ ۱۸
۱۰۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ معجزات ــــ ۲۵

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان
(کراچی) (کراچی)

سرکولیشن منیجر

محمد انور

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
قانونی مشیر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی ۷۴۴۰۰۔ پاکستان
فون نمبر 7780337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 071-737-8199.

چندہ

سالانہ ــــ ۱۵۰ روپے
ششماہی ــــ ۷۵ روپے
سہ ماہی ــــ ۴۵ روپے
فی پرچہ ــــ ۳ روپے

چندہ

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک
۴۵ ڈالر
چیک/ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت"
الائیڈ بنک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۶۳ کراچی پاکستان
ارسال کریں

ایڈیٹر و پبلشر: عبد الرحمٰن یعقوب باوا ــ خطاط: سید شاہد حسن ــ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ــ مقام اشاعت: ۱۰۳ بنوری ٹاؤن کراچی

نعت پاک

سکونِ دل ہے وابستہ مرا نامِ محمدؐ سے
زباں کو لطف ملتا ہے بڑا نامِ محمدؐ سے

ہماری زندگی کی راہ میں تھیں ظلمتیں ہر سُو
خدا نے بخش دی ہم کو جِلا نامِ محمدؐ سے

نہ تم گھبراؤ لوگو! مبتلائے رنج و غم ہو کر
مُیسّر دردِ دل کی ہے دوا نامِ محمدؐ سے

عجب تاثیر رکھی ہے خُدا نے نامِ نبویؐ میں
کہ ملتی ہے مریضوں کو شفا نامِ محمدؐ سے

ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ سب یہ کہتے ہیں
نظر آئی ہمیں راہِ ہدیٰ نامِ محمدؐ سے

نبی کی مدح میں اکثر، قلم موتی اُگلتا ہے
حدیثِ دل کی ہو گر ابتدا نامِ محمدؐ سے

شفیق اب صرفِ دیدِ مصطفیٰؐ کا شوق ہے مجھ کو
ہوا پورا تو ہوگا مدعا نامِ محمدؐ سے

(شفیق بستوی)

ذکریوں کو مصنوعی حج کی اجازت کیوں؟

ذکری قادیانیوں کی طرح ایک الگ مذہب ہے یہ لوگ ملا محمد اٹکی نامی ایک شخص کو مہدی اور نبی وغیرہ مانتے ہیں ان کے جو عقائد ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے:۔

۱۔ ذکریوں کا کلمہ مسلمانوں کے کلمہ سے بالکل الگ ہے بلکہ انہوں نے چار کلمے ایجاد کر رکھے ہیں۔

۲۔ وہ نماز کی فرضیت کے قطعی منکر ہیں اور نماز پڑھنے والوں کو کافر سمجھتے ہیں۔

۳۔ نماز کی جگہ انہوں نے ایک مخصوص ذکر ایجاد کیا ہوا ہے۔

۴۔ قبلہ کے منکر ہیں انہوں نے کوہ مراد (تربت مکران کے نزدیک) پر اپنا قبلہ بنایا ہوا ہے جہاں یہ ہر سال حج کرتے ہیں۔

۵۔ صفا و مروہ کی جگہ کوہ مراد اور ایک میدان کو میدان عرفات کا درجہ دیتے ہیں۔

۶۔ ایک جوہڑ جو اب خشک ہو چکا ہے ذکریوں نے اس کا نام آب زم زم رکھا ہے۔

۷۔ رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت کے منکر ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ روزے منسوخ ہو چکے ہیں۔

۸۔ زکوٰۃ کی جگہ عشر بشرح ایک دھائی ہے یعنی زکوٰۃ کے بھی واضح طور پر منکر ہیں۔

۹۔ غسل جنابت اور وضو کے قائل نہیں ہیں اگر کسی کو غسل کی حاجت ہو جائے تو غسل کی ضرورت نہیں۔

۱۰۔ ان کے راہنما جنہیں ملائی کہا جاتا ہے وہ (قادیانیوں کی طرح) گھر بیٹھے بیٹھے کچھ رقم وغیرہ لے کر ذکریوں کو جنت فروخت کرتے ہیں۔

علاوہ ازیں ذکریوں کے اور بھی بہت سے عقائد ایسے ہیں جن سے مسلمانوں کی دلآزاری ہوتی ہے ذکریوں کے انہی گمراہ کن اور غلط عقائد و نظریات خصوصاً تربت کے نزدیک کوہ مراد پر ان کے مصنوعی حج کی وجہ سے بلوچستان کے عوام میں سخت غم و غصہ پایا جاتا ہے اور وہاں کے عوام کا یہ مطالبہ ہے کہ:۔

۱۔ کوہ مراد پر ہونے والے ذکریوں کے مصنوعی حج پر فوراً پابندی لگائی جائے۔

۲۔ چونکہ ان کے عقائد مسلمانوں سے بالکل الگ ہیں اس لئے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

اس سلسلہ میں ۲۱ رسے ۲۷ ر رمضان المبارک تک پورے بلوچستان خصوصاً تربت مکران میں جمعیت علماء اسلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے پرزور احتجاجی مظاہرے ہوتے رہے۔ تربت میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد بھی کیا گیا لیکن بجائے ذکریوں کے مصنوعی حج پر پابندی لگانے کے جمعیت علماء اسلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سینکڑوں کارکنوں اور عہدہ داروں کو گرفتار کر کے جیلوں میں ٹھونس دیا گیا اور ذکریوں کو مصنوعی حج کرنے کی کھلی اجازت دیدی گئی بلکہ پولیس اور بلوچستان کانسٹیبلری کی نگرانی میں یہ ساری کارروائی عمل میں آئی۔

آج سے کچھ عرصہ قبل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے وفد نے سینیٹر مولانا حافظ حسین احمد صاحب کی قیادت میں صدر مملکت جناب غلام اسحاق خان صاحب سے ملاقات کی تھی اس ملاقات میں جہاں اقلیتوں کے لئے شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا مسئلہ زیر غور آیا وہاں ذکریوں کے مصنوعی حج پر پابندی کا مطالبہ بھی کیا گیا صدر مملکت نے ان دونوں مطالبات کو حل کرنے کی یقین دہانی کرائی لیکن یقین دہانی کے باوجود نہ تو شناختی کارڈ کا مسئلہ حل ہوا اور نہ ہی ذکریوں کے مصنوعی حج پر پابندی لگائی گئی۔ ہمارا صدر مملکت، وزیراعظم اور دوسرے ذمہ داران حکومت سے پرزور مطالبہ ہے کہ ذکریوں کا کوہ مراد پر مصنوعی حج صرف بلوچستان کا مسئلہ نہیں پورے ملک بلکہ عالم اسلام کا مسئلہ ہے اس لئے اس مسئلہ میں ٹال مٹول سے کام نہ لیا جائے اور فوری طور پر ذکریوں کا مصنوعی حج بند کیا جائے اور انہیں قادیانیوں کی طرح غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

ہجرت

محمد افضل
حیدرآباد

ہجرت ۱ھ / ۶۲۲ء

ہجرت تاریخ کا اہم ترین واقعہ ہے دلیل یہ ہے کہ وہ ایک ایسا تاریخ ساز عہد آفریں واقعہ ہے جس نے اسلام کی انقلاب انگیز تحریک رحمت للعالمین کو قریش کے زندان سے نکلنے اور ایک آزاد و سازگار دنیا میں اپنے پاؤں مضبوطی سے جمانے، نشو و ارتقا کرنے اور اپنے آپ کو ناقابل تسخیر بنانے نیز عرب کے وسیع و عریض رقبے کو حیرت انگیز سرعت کے ساتھ سیاسی و روحانی ہر طرح سے مسخر کرنے اور اپنے آپ کو عالمگیر بنانے کے قابل بنایا چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اُمت مسلمہ نے اپنے تاریخی دور کا آغاز اور سنوات کا شمار سنہ ہجرت سے کیا ہے۔

باوجود یکہ ترک وطن آسان کام نہیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام رضؓ نے بھی وطن عزیز کو بالکل خیر آباد کہا۔ یہ بات انہیں دنیا اور متاع دنیا سے کیوں محبوب ہوئی اور کس طرح ان حضرات نے دین کو دنیا پر ترجیح دی اور دنیا کے ضائع ہونے کی پرواہ نہ کی۔ درحقیقت یہ لوگ آخرت ہی کے لیے پیدا کئے گئے تھے اور آخرت ہی کے اہل تھے

حضرت براءؓ بن عازب فرماتے ہیں کہ مہاجرین میں سب سے پہلے مدینہ کو مصعب بن عمیرؓ عبدداری نے ہجرت کی ان کے بعد عبداللہ بن اُم مکتومؓ نے یہ تبلیغ نبی ہمارے ہیں ان کے بعد حضرت عمر بن خطابؓ مع بیس سواروں کے مدینہ منورہ تشریف لائے۔ ہم لوگوں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ آپ میرے پیچھے جلد تشریف لانے والے ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ہمراہ حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے۔

جو مسلمان ہجرت کر سکتے تھے وہ ہجرت کر گئے تو آپؐ کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کر جانے کا اذن ہوا قریش مکہ کو ہر وقت اس بات کا اندیشہ رہتا تھا کہ کہیں آپؐ بھی ہجرت نہ کر جائیں اس لیے وہ آپؐ کی نگرانی سے غافل نہ ہوتے تھے یہ صورتحال بھی ان کے لیے خطرے خالی نہ تھی لہٰذا اس سے عہدہ برآء ہونے کیلئے انہوں نے دارالندوہ (دارالشوریٰ) میں ایک اجلاس بلایا جس میں قریش کے قریب قریب تمام ممتاز قبائل کے سرداروں نے شرکت کی جن کے نام یہ ہیں۔

1۔ بنو امیہ سے: عتبہ، شیبہ فرزندان ربیعہ اور ابوسفیان بن حرب۔

۲۔ بنو مخزوم سے: ابوجہل بن ہشام۔

۳۔ بنو جمع سے: اُمیہ بن خلف۔

۴: بنو نوفل سے: طعیمہ بن عدی، جبیر بن مطعم حارث بن عامر۔

۵۔ بنو عبدالدار سے: نضر بن حارث بن کلدہ

۶۔ بنو اسد بن عبدالعزیٰ سے: ابوالبختری بن ہشام۔ زمعہ بن اسود اور حکیم بن حزام۔

۷۔ بنو سہم سے: نبیہ و منبہ فرزندان حجاج

آپؐ سے جان چھڑوانے کے لیے سرداروں کی طرف سے تین تجویزیں پیش ہوئیں۔

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پابجولاں کر کے کسی تنگ و تاریک جگہ میں مقید کر دیا جائے۔

۲۔ جلا وطن کر دیا جائے۔

۳۔ قتل کر دیا جائے۔

آخری تجویز پر رائے اتفاق ہو گیا یہ تجویز ابوجہل کی تھی اس کا طریق کار یہ تھا کہ قریش کے تمام قبیلوں میں سے ایک ایک جوان لیا جائے اور وہ سب مل کر رات کو آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیں اور صبح کے وقت جب آپؐ نماز پڑھنے باہر نکلیں تو سب مل کر یک وقت آپؐ پر تلواریں چلا کر کام تمام کر دیں اس طرح بنو مناف کے سوا تمام قریش اس خون میں شریک ہو جائیں گے اور سب کا مقابلہ وہ نہ کر سکیں گے اور سب مل کر خون بہا ادا کر دیں گے۔

قرآن مجید نے جس آیت میں قریش کے اس ابلیسی منصوبے کی طرف اشارہ کیا ہے اس کا ترجمہ ملاحظہ فرماویں۔

(اے نبیؐ! وہ وقت یاد کرو!) جب ادکنے والا کافر تمہارے خلاف خفیہ تدبیریں کر رہے تھے کہ تمہیں قید کر دیں یا قتل کر ڈالیں یا جلا وطن کر دیں اور وہ بھی خفیہ تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ بھی خفیہ تدبیر کر رہا تھا وہ تو سب سے بہتر تدبیریں کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے جتنا عظیم کام لینا تھا اتنی ہی زیادہ آپؐ کو سیاسی بصیرت بھی عطا کی تھی آپؐ کو یقین تھا کہ قریش زچ ہو کر ایک نہ ایک دن انتہائی قسم کا اقدام کرنے پر مجبور ہو جائیں گے لہٰذا آپؐ نے ہجرت کر جانے کا ایک جامع منصوبہ بنا لیا تھا اور اپنے معتمد ہمراز حضرت ابوبکر صدیقؓ کو راز دارانہ طریق سے منصوبے کے مطابق تیاری کرنے کا حکم دیا ہوا تھا آپؐ کو جب قریش کے اس منصوبے کی اطلاع ملی آپ گرمیوں کی دوپہر کے وقت جب کہ کی زندگی معطل ہو چکی تھی چپکے سے اپنے معتمد ہمراز حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے نکل جانے اور ہجرت کر جانے کی اجازت دے دی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی۔ اللہ کے پیغمبر!

کیا مجھے آپؐ کی رفاقت ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں رفاقت ہوگی۔ یہ سننا تھا کہ حضرت ابوبکرؓ کا دل جذبات مسرت سے موجزن ہوگیا اور خوشی سے آنسو بہہ نکلے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ خدا کی قسم میں نے آج کے دن سے پہلے کبھی نہ جانا تھا کہ کوئی خوشی میں بھی روتا ہے میں نے اس دن حضرت ابوبکرؓ کو دیکھا کہ وہ رو رہے تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! یہ دو اونٹنیاں میں نے اسی کام کے لیے تیار کی تھیں ان دونوں حضرات نے عبداللہ بن ارقد کو اجرت پر لیا تاکہ ان دونوں حضرات کو راستہ بتائے اور اپنی دونوں اونٹنیاں اس کے حوالے کیں۔ یہ وعدہ کے وقت تک ان دونوں اونٹنیوں کو چرایا کرتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریش کو اس درجہ عداوت تھی۔ تاہم آپؐ کی دیانت پر یہ اعتماد تھا کہ جس شخص کو کچھ مال یا اسباب امانت رکھنا ہوتا تھا آپ ہی کے پاس لا کر رکھتا تھا۔ اس وقت بھی آپؐ کے پاس بہت سی امانتیں جمع تھیں تا آپؐ کو قریش کے ارادہ کی پہلے سے خبر ہوچکی تھی اس بنا پر جناب حضرت علیؓ کو بلا کر فرمایا کہ مجھ کو ہجرت کا حکم ہوچکا ہے میں آج مدینہ روانہ ہو جاؤں گا تم میرے پلنگ پر میری چادر اوڑھ کر سو رہو۔ صبح کو سب امانتیں جا کر واپس دے آنا۔

اللہ اللہ! نبوت اخلاق و انسانیت اور امانت و دیانت کا کتنا اعلیٰ اور بلند ترین معیار پیش کرتی ہے دشمن درپے قتل ہے خونخوار مشرکین کی خون آشام تلواریں بے نیام ہو کر ہوا میں لہرا رہی ہیں لیکن جان نبوت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی امانتوں میں خیانت کا تصور تک نہیں فرما سکتے۔

رات ہوئی۔ وادی مکہ خاموشی و تاریکی میں ڈوب گئی۔ کاروبار زندگی معطل ہوگیا۔ لوگ شبستانوں میں جا گزیں ہوگئے لیکن جو پیغمبر رحمت اللعالمین کو ابدی نیند سلانے پر مامور تھے جاگ رہے تھے وہ ساعت صفر کے منتظر تھے۔ جرم و گناہ چونکہ مکروہ و بھیانک ہوتے ہیں اس لیے تاریکی و تنہائی انہیں سازگار ہوتی ہے۔ رات ذرا بھیگی تو وہ شقی القلب اپنی کمین گاہ سے نکلے اور انہوں نے کاشانہ نبوت کا محاصرہ کر لیا۔ رات کا پہلا پہر تھا۔ محاصرین کو یہ گمان بھی نہ تھا کہ ان کی موجودگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر نکلنے کی جرأت کر سکتے ہیں آپؐ سورۃ یٰسین کی ابتدائی آیات کی تلاوت فرماتے صاف بچ کر نکل گئے آپؐ محاصرین سے دور جا چکے تھے کہ کسی شخص نے آپؐ کو جاتے دیکھ لیا۔ اس نے جا کر محاصرین کو اطلاع دی انہوں نے دیوار پھاند کر اندر جھانکا تو وہاں حضرت علیؓ آپؐ کے بستر پر آپؐ کی چادر تان کر سوتے ہوئے تھے وہ یہ سمجھے کہ آپؐ سو رہے ہیں مطمئن ہوگئے۔

منصوبے کے مطابق آپؐ سیدھے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر پہنچے اور چلنے کا اشارہ کیا حضرت صدیق اکبرؓ جن کی قسمت میں اس یادگار و تاریخ ساز سفر میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق یار غار بن کر زندہ جاوید ہو جانا لکھا تھا۔ شام ہی سے دیدہ و دل فرش راہ کیے ہوئے تھے حکم سفر ملتے ہی انہوں نے تین تھیلے اٹھائے اور آپؐ کے پیچھے چل دیے۔ ایک تھیلے میں چھ یا سات ہزار درہم تھے جو عمر بھر کی جمع کی ہوئی کائنات تھی دوسرے میں زاد راہ کے لیے کھانا اور تیسرا پانی کا مشکیزہ تھا۔ صدیق اکبرؓ کی صاحبزادی حضرت اسماءؓ نے تھیلے کا منہ بند کرنا چاہا مگر رسی وغیرہ نہ ملی تو انہوں نے جلدی میں اپنے نطاق یا کمربند سے ایک ٹکڑا کاٹ کر اس کا منہ بند کر دیا اور اس وجہ سے ذات النطاقین یعنی دو کمربند والی کے لقب سے مشہور ہوئیں ایک روایت میں ہے کہ کمربند کے دو ٹکڑے کر کے ایک سے کھانے کے تھیلے کا اور دوسرے سے پانی کے مشکیزے کا منہ باندھا تھا گھر کے باہر دو مضبوط و توانا اور سبک رفتار اونٹنیاں کھڑی تھیں جن کو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس طویل اور کٹھن سفر کے لیے خوب کھلا پلا کر تیار کیا ہوا تھا۔

ایک اونٹنی پر پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) اور دوسری پر صدیق اکبرؓ سوار ہوئے اور سفر ہجرت پر روانہ ہوگئے۔ منصوبے کے مطابق غار ثور پہلی منزل تھی۔ طلوع سحر سے پہلے حبیبؐ خدا اور حبیب رسول کوہ ثور پر پہنچ گئے جو مکے سے تقریباً پانچ میل دور جنوب میں واقع ہے اسی پہاڑی کی ایک جانب ایک مہیب غار ہے جس تک پہنچنے کی راہ سنگلاخ و دشوار ہے دنیا کے عظیم و حسین ترین انقلاب کے یہ دو علمبردار و نقیب اس ان لوگوں کو خون آشام نظروں سے چھپنا چاہتے تھے جن کی رشد و ہدایت کے لئے وہ مصائب جھیل رہے تھے اور اپنی جان کو جوکھوں میں ڈال رہے تھے اس قسم کے مہیب و ویران غار چونکہ عموماً درندوں اور زہریلے حشرات الارض کے مسکن ہوتے ہیں۔ لہٰذا جائزہ لینے کی خاطر جاں نثار پیغمبر حضرت ابوبکر صدیقؓ بے خطر غار ثور کے اندر داخل ہوگئے، اسے صاف کیا اور جہاں جہاں سوراخ نظر آئے انہیں بند کیا اور پھر باہر آئے اور اس عظیم انسان کو کہ غار میں تشریف آوری کے لیے عرض کیا جو ہر زمان و مکان کے انسان کے لیے پیغمبر رحمت بن کر مبعوث ہوئے تھے اسی طرح وہ جو اپنے صدق کے باعث صدیق اکبر تھا اسے رفاقت غار کی بدولت "یار غار" بن کر زندہ جاوید ہو جانے کی سعادت حاصل ہوئی۔

ادھر محاصرین آپ کی گھات میں لگے ہوئے تھے کہ صبح ہوگئی وہ گھبرائے اور گھر کے اندر گھس گئے، اور آپؐ کے بستر پر حضرت علیؓ کو دیکھا تو مایوس و پریشان ہوگئے، حضرت علیؓ سے پوچھا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا مجھے کیا خبر؟ پہرا تو تمہارا تھا تم لوگوں نے انہیں نکل جانے دیا۔ اور وہ نکل گئے، قریش کے ان سورماؤں کو اپنی غفلت اور چوک پر سخت ندامت ہوئی اور تاؤ بھی آیا جب کچھ بن نہ پڑا تو حضرت علیؓ پر پل پڑے اور پکڑ کر خانہ کعبہ میں لے گئے، انہوں نے بہت جتن کئے لیکن آپؐ کی پراسرار گمشدگی کا راز ان سے اگلوا نہ سکے۔

قریش حضرت علیؓ کو چھوڑ کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر پہنچے ٹھیک پہنچے لیکن تاخیر سے پہنچے دروازہ کھٹکھٹایا، حضرت اسماءؓ بنت ابوبکرؓ باہر نکلیں تو ابوجہل نے پوچھا! ابوبکر کہاں ہیں؟ انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو ابوجہل نے ڈرایا دھمکایا۔ لیکن راز اگلوا نہ سکا تو اس زور سے ان کو طمانچہ مارا کہ ان کی کان کی بالی گر گئی اور وہ اندر چلی گئیں قریش یہاں سے"

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

بھی بے نیل مرام لوٹے لیکن وہ کب خاموش بیٹھنے والے تھے انہوں نے آپؐ کی گرفتاری کے لئے سو اونٹوں کا انعام کا اعلان کیا اور مسلح نوجوانوں کو کھوجیوں کے ہمراہ آپؐ کے تعاقب میں روانہ کیا۔ وہ کھوج لگاتے ہوئے غار ثور کے قریب پہنچ گئے ان کے گھوڑوں کی ٹاپ صاف سنائی دینے لگی ہر لحظہ خطرہ بڑھتا جا رہا تھا حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا دل ایمان و صدق سے معمور ہونے کے باوجود آخر بشر کا دل تھا خطرہ محسوس کرکے ڈر گیا لیکن آپؐ کا دل نور نبوت سے معمور تھا خوف و خطرہ سے ماورا تھا۔ آپؐ نے اپنے رفیق غار سے فرمایا: غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے آپ کے ان الفاظ میں ایسا اثر تھا کہ دل صدیق سے خوف و غم جاتا رہا۔ اور ان کی جگہ سکینت و طمانیت نے لے لی۔ دشمنوں نے پہاڑ کے ایک ایک گوشے کو دیکھا۔ لیکن انہوں نے غار کے اندر جانے کی زحمت گوارا نہ کی کیونکہ اس کے اندر کسی انسان کے چھپنے کے امکان کو وہ نظر انداز کر چکے تھے سوچ کا انداز حزم و احتیاط کے منافی تھا۔ چنانچہ اس غفلت نے ان کو ناکام بنا دیا اور مایوس و نامراد لوٹ گئے۔

حضرت حسن بصریؒ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور حضرت ابوبکرؓ غار میں تشریف لے گئے تو قریش آپ کی تلاش میں آئے جب غار کے منہ پر مکڑی کا جالا دیکھا تو کہنے لگے اس میں کوئی نہیں داخل ہوا ہے حضورؐ اس وقت کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور حضرت ابوبکرؓ دیکھ رہے تھے حضرت ابوبکرؓ نے حضورؐ سے عرض کی۔ یہ آپؐ کی قوم آپؐ کی تلاش میں ہے خدا کی قسم! مجھے اپنی جان کا کوئی ڈر نہیں اگر ڈر ہے تو اس بات کا کہ کہیں حضورؐ کے بارے میں ناپسندیدہ چیز نہ دیکھوں۔ حضورؐ نے فرمایا اے ابوبکر! خوف کی کوئی بات نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

حضرت انسؓ کی روایت یوں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اور ہم لوگ غار میں تھے اگر ان میں سے کوئی اپنے پیروں کی طرف نظر ڈالے گا تو ہمیں اپنے قدموں کے نیچے دیکھ لے گا۔ آپؐ نے فرمایا: اے ابوبکر! تمہارا ان دو کے متعلق کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔

حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ فرماتی ہیں حضرت ابوبکرؓ نے حضورؐ سے اس آدمی کے بارے میں جو بالکل غار کے سامنے تھا کہا یا رسول اللہ! یہ ہم دونوں کو دیکھ لے گا۔ آپؐ نے فرمایا: ہرگز نہیں ملائکہ اپنے پروں سے ہم دونوں کو چھپا لیں گے۔

منصوبہ بندی آپؐ کی سنت حسنہ تھی آپؐ نے ہجرت کا منصوبہ بڑے غور و فکر اور حزم و احتیاط سے بنایا تھا راستے کا تعین راہ دان اور قیام وطن

باقی ص۲۶ پر

پاکستان میں دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق اسلام کی اشاعت کا ادارہ

اسلامی مشن پاکستان (رجسٹرڈ)

ماڈل ٹاؤن اے۔ بہاولپور

جس کی بنیاد ۱۲ اپریل ۱۹۶۲ء میں رکھی گئی۔ اسلامی مشن میں اس وقت مندرجہ ذیل شعبے کام کر رہے ہیں۔ فری ڈسپنسری۔ لائبریری۔ حفظ ناظرہ۔ تجوید قرأت۔ درس نظامی۔ دورہ حدیث شریف۔ اغراض و مقاصد۔ علاقہ میں عیسائیت کا پرزور تعاقب۔ مستحق اور غریب افراد کی مالی وظیفہ۔ تعلیمی امداد لائبریری۔ ریڈنگ روم کا قیام ——— جامعہ میں اس وقت ۱۲ اساتذہ کرام۔ ۱۲۵ طلباء شب و روز مصروف تعلیم ہیں صرف جامعہ کا سالانہ میزانیہ ۳۰-۲۸۹۸۹۱ روپیہ ہے ——— ان مقاصد کے لیے ادارہ نے دس ایکڑ آراضی خریدی کی گئی ہے اس میں مندرجہ ذیل منصوبہ جات جو مخیر حضرات کے عطیات کے منتظر ہیں۔

دارالعلوم طلباء معہ لائبریری۔ دارالقامہ طلباء۔ دارالعلوم طالبات معہ لائبریری دارالقامہ طالبات۔ پریس۔ مہمان خانہ وغیرہ تخمینہ تقریباً دو کروڑ روپیہ منصوبہ سرمایہ نہ ہونے کی وجہ سے پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکا لہٰذا مخیر حضرات سے اپیل ہے کہ زکوٰۃ۔ صدقات۔ چرم قربانی۔ سے جامعہ کی امداد فرما کر منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔

جامعہ اسلامی مشن پاکستان کے نام کرنٹ اکاؤنٹ نمبر ۱۳۳۴ یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ شاہی بازار بہاولپور، ان منصوبہ جات کی نگرانی سید محمد عبدالقادر آزاد صاحب خطیب بادشاہی مسجد و صدر اسلامی مشن فرما رہے ہیں۔

ترسیل زر کا پتہ:۔ جنرل سیکرٹری اسلامی پاکستان رجسٹرڈ۔ ماڈل ٹاؤن اے بہاولپور۔ ٹیلیفون نمبر ۴۳۸۹

مدرس مجاہد مبلغ مفتی

مفتی احمد الرحمان

نوراللہ مرقدہ

ثناء اللہ محمود

ایک حدیث مبارک کا مفہوم ہے کہ آخری دور دنیا میں علم کو اٹھا لیا جائے گا اور یہ علم والوں کے فقدان کے باعث ہو گا۔ یوں لگتا ہے کہ قیامت قریب ہے۔

ہم بد قسمت ہیں اس لحاظ سے کہ بڑے بڑے علماء سے ہم محروم ہو گئے ہیں کیونکہ آج کے دور میں ہمیں رشید احمد گنگوہیؒ جیسا فقیہ نظر نہیں آتا نہ مولانا قاسم نانوتوی جیسا مجاہد صوفی باقی رہا نہ اشرف علی صاحب تھانوی جیسا حکیم الامت نظر آتا ہے جو امت کے مسائل کو بخوبی سمجھ کر اس کا بہترین حل بتا دے نہ حسین احمد مدنیؒ جیسا بے باک شخص باقی رہا نہ اسمٰعیل شہید جیسا گوریلا مجاہد باقی رہا نہ عطاء اللہ بخاریؒ جیسا خوش الحان قاری و خطیب نہ مفتی شفیعؒ اور علامہ عثمانی جیسے مفسرین باقی رہے نہ علامہ یوسف بنوریؒ جیسا محدث جو احادیث سے موتی نچوڑے نہ مفتی محمودؒ جیسی سیاسی قیادت نصیب ہے نہ حق نواز جھنگوی کی جرأت مند للکار باقی رہی یہ تمام حضرات ان خوبیوں کے مالک تھے جو کسی دیوبند کے ستارے میں ہونی چاہییں۔

غرض یہ کہ وہ سنہری وجود والے تاباں ستارے وہ دیوبند کے چمکتے ستارے مہکتے پھول ہم انکو کھو چکے ہیں۔ ان بزرگوں نے اپنے وجود سے دنیا کو تابانی بخشی ان بزرگوں کی ایک نشانی جرأت و ایثار کے پیکر مفتی احمد الرحمٰنؒ بھی تھے ان کی ذات گرامی پر ماضی کے الفاظ کا استعمال دلوں کو چیر کر رکھ دیتا ہے آنکھوں میں ان کی یادوں کے ستارے چمکنے لگتے ہیں۔

مفتی احمد الرحمٰنؒ وہ شخص تھے جن کی فہم و فراست کو ہر خاص و عام نے مانا ان کی فراست کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت یوسف بنوریؒ کے انتقال کے بعد جب جامعہ علوم اسلامیہ کی مسند اہتمام سنبھالی تو کئی ذہنوں میں سوال آیا کہ یہ منحنی سا شخص اس امتحان پر پورا اترے گا یا نہیں مفتی صاحب نے ان تمام سوالات کے بخیئے ادھیڑ دیے۔

مفتی صاحب حضرت بنوریؒ کا انتخاب تھے انہوں نے مدرسہ کو بے پناہ ترقی دی اللہ نے ان کے ذریعے اتنا کام لیا کہ پوری دنیا میں مدرسہ بنوری ٹاؤن اہلسنت والجماعت اہل حق کے نمائندہ مدارس میں سے سمجھا جاتا ہے مدرسہ کا کراچی ٹھٹھہ اور دیگر ممالک میں شاخیں علم دین کا پرچار کر رہی ہیں ہزاروں طلبہ مفتی مدرس مبلغ مجاہدین نکل رہے ہیں یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ مفتی صاحب نے اپنی جانشینی کا حق ادا کر دیا۔

مفتی صاحبؒ عمل میں بنوریؒ کی تصویر تھے طلبہ کے لیے رو رو کر دعائیں مانگنا بیت اللہ میں گڑگڑانا مفتی صاحب کا مشغلہ تھا۔ آپ ———————— ہر وقت دین کی خدمت میں لگے رہتے ان کی دعاؤں اور خلوص کی برکت سے اللہ نے مدرسہ کو بے پناہ ترقی دی۔

حضرت مفتی صاحبؒ پیار و محبت اور اخلاص کا پیکر تھے طلبہ سے بہت محبت کرتے تھے طلبہ بھی ان سے بڑھ چڑھ کر محبت کرتے یہی وجہ ہے کہ اکثر طلبہ مفتی صاحب کے ذکر پر آبدیدہ ہو جاتے ہیں غریب طلبہ کی مالی معاونت مفتی صاحبؒ بڑے شوق سے کرتے طلبہ کے دیگر مسائل حل کرنا اور ان کو مفید مشورے دینا مفتی صاحب اپنا درد سمجھ کر کرتے تھے کبھی مفتی صاحب ملک سے باہر تشریف لے جاتے تو طلبہ ایک عجیب سی کیفیت سے دوچار ہو جاتے۔ اور مفتی صاحب کو طلبہ اپنے ماں باپ سے زیادہ محبوب رکھتے تھے حضرت مفتی صاحبؒ میں ایک خاص بات یہ تھی کہ انہوں نے اپنی ذات کے فائدے کے لیے کوئی کام نہ کیا اپنا ذاتی مکان تک تعمیر نہیں کیا اگر تعمیر کیا تو مدرسہ کے لیے عمارت تعمیر کی اپنے لیے زمین نہیں خریدی اگر خریدی تو مدرسہ کے لیے خریدی۔ غریب طلبہ کے لیے کپڑے مہیا کرواتے کبھی کسی مدرسہ کو امداد دلواتے غرض یہ کہ ان کی شخصیت کو اللہ نے صرف اسلام کے لیے بنایا تھا اور مفتی صاحبؒ نے اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لیے وقف کر دیا تھا۔

حضرت مفتی صاحب کے دل میں باطل کی سرکوبی کا جذبہ شدید موجزن تھا کہ اس کو بیان کرنا راقم کے قلم کی طاقت نہیں۔

مفتی صاحبؒ تحریک نظام مصطفیٰؐ کے بے باک سپاہی تھے تحریک ختم نبوت کے صف اوّل کے مجاہد پھر شرک و بدعت کے خلاف میدان میں نظر آئے پھر متحدہ سنی محاذ کے قائد کی حیثیت سے سامنے آئے۔

مفتی صاحب کا جذبہ ان کے شاگردوں اور مدرسہ کے طالب علموں کے لیے فیض جاری تھا جب افغانستان پر روس کا غلبہ ہوا۔ اور جہاد کا آغاز ہوا تو مفتی صاحب نے اس کی بھرپور حمایت کی مفتی صاحبؒ کے ہونہار طلبہ ارشاد احمد شہیدؒ، مولانا سیف اللہ اختر، مولانا عبدالصمد سیال، مولانا سعادت اللہ نے مسلمانوں کو افغان جہاد میں شریک کرنے کی تحریک شروع کی اور خود بھی میدان میں کود پڑے پھر یہاں سے وفا و محبت کی ایک داستان شروع ہوتی ہے اور حرکۃ المجاہدین خود اور ان کے طلبہ مصروف جہاد ہو گئے۔ اب مفتی صاحب کے کئی شاگرد شہداء کی فہرست میں نام لکھوا چکے ہیں۔

مفتی صاحب تفقہ تدریس میں اپنی مثال آپ تھے اللہ نے علم کی دولت دینے میں بڑی فیاضی سے کام لیا تھا خوب نوازا تھا علماً اپنے مدارس میں تبرک کے لیے ختم بخاری و دیگر احادیث کے ختم پر مفتی صاحب کو بلاتے تھے۔

مفتی صاحبؒ دیگر خوبیوں کے ساتھ ساتھ تصوف

باقی ص۳۶ پر

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ولایت کا مختصر راستہ

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

(یہ تقریر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی دامت برکاتہم نے آکسفورڈ کی جدید تعمیر شدہ مسجد اسٹیشنلی روڈ میں جمعہ کی نماز سے پہلے کی اس موقع پر پاکستانی، ہندوستانی اور عرب مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد موجود تھی)

میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اس سرزمین میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک مسجد کی تعمیر کی توفیق دی، نماز تو آپ کہیں بھی پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب بہت بڑھا ہوا ہے آپ کو صرف حجاز مقدس کے رہنے والوں پر رشک آتا ہوگا۔ آپ کو ہندوستان اور پاکستان کے مسلمانوں پر بھی رشک آتا ہوگا کہ ان جگہوں میں دینی ماحول ہے اللہ والے موجود ہیں۔ سینکڑوں کی تعداد کی تعداد میں مسجدیں ہیں۔ وہاں کی فضاؤں میں نور ہے۔

مگر میں توقع کے برخلاف کہتا ہوں کہ قابل رشک آپ ہیں آپ پر رشک آنا چاہئے یہاں پر اللہ کا نام لینا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان جگہوں پر کثرت سے اللہ کو یاد کرنے سے زیادہ اہم ہوگا۔ جیسے کہ انسان جب اپنے گھر سے دور ہوتا ہے، اور اس دوری کے باوجود خط لکھتا ہے تو یہ خط زیادہ محبت اور شوق کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ہر شخص سوچتا ہے کہ اتنی دور رہنے کے باوجود ہم کو یاد رکھا۔ نگاہ میں اہمیت بڑھ جاتی ہے۔

یہ غفلت کی سرزمین ہے غفلت کی سرزمین میں اللہ کو یاد کرنا اللہ کو بہت عزیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی بہت قیمت ہے، دنیاوی انہماک کی جگہوں پر جہاں محرمات کی کثرت ہے جہاں کی فضاؤں میں غفلت کا پیام ہے جہاں اچھے اچھے لوگ خدا کو بھول جاتے ہیں۔ یہاں پر آخرت کو نہ بھولنا بہت با قیمت چیز ہے میں کہتا ہوں کہ یہاں پر ایک مرتبہ اللہ کو یاد کرنا، بڑی بڑی اسلامی بستیوں میں دس بار اللہ کو یاد کرنے سے زیادہ اہم ہے۔

یہاں پر نگاہوں کی حفاظت، وساوس اور خیالات پر بھی قابو پانے کی کوشش کرنا یہاں مادی منفعتوں کو قربان کرنا، کسی حکم شریعت کو پس پشت ڈالنے سے بچنا یہاں دلوں کی حفاظت کرنا اور زبان کی حفاظت کرنا، ایسے اعمال ہیں کہ ہوسکتا ہے یہاں رہ کر ان پر ولایت کا درجہ حاصل ہوجائے، ہوسکتا ہے یہاں پر بہت کم محنت پر ولایت مل جائے، یہاں پر کتنے اللہ کے بندے ہوں گے جو اس درجہ پر ہوں گے کہ ان پر اللہ کو اور اللہ کے فرشتوں کو پیار آتا ہوگا۔

یہ صرف کھانے کمانے کی جگہ نہیں ہے یہ صرف مادی منفعتوں کے حصول کی جگہ نہیں ہے، یہ تقویٰ اور پرہیزگاری کی بھی جگہ ہے یہ طہارت اور عفت نفس کی بھی جگہ ہے، آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نمونہ کو دیکھیں، ان کی بھی دکانیں تھیں، وہ بڑے بڑے عہدوں پر مامور تھے، وہ دنیا کے متمدن ترین علاقوں میں گورنر تھے، وہ تاجر تھے، وہ دنیا کے مختلف حصوں میں جاتے تھے، مگر وہ ان جگہوں پر بھی اللہ کو نہیں بھولتے تھے، بلکہ اور زیادہ چوکنا رہتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کتنوں کو ولایت کے بہت اونچے درجہ پر پہنچایا۔

یہ ہم سب کا ذاتی معاملہ ہے، اگر آپ کا بچہ بُرے ماحول میں نشوونما پانے کے باوجود مہذب اور تربیت یافتہ ہے تو یہ بچہ ان بچوں سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہوگا جو اچھے ماحول میں پرورش پاتے ہیں۔

جو لوگ بُرے ماحول اور غفلت کی فضاؤں میں بھی اللہ کو یاد رکھتے ہیں اور جن کا حال یہ ہوتا ہے کہ لاتلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ،

فرشتے چاہتے ہوں گے کہ ان کو سینوں سے لگا لیں، ایسے لوگوں کو فرشتے گود میں لے لیتے ہیں۔

آپ اس سرزمین کو محض اضطراری کیفیت کی جگہ نہ سمجھیں آپ کھانے پینے اور دنیا کمانے کے ساتھ آخرت بھی کما سکتے ہیں، بعض اوقات ایسی آخرت کما سکتے ہیں جو شاید اسلامی ملکوں میں ممکن نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ قابل قدر چیز اللہ تعالیٰ کا ادب، حیاء، احترام اور خوف ہے یہ صفات بہت سی عبادتوں سے زیادہ قابل قدر ہیں نوافل کی کثرت کی اہمیت اپنی جگہ پر، لیکن اس سے زیادہ اہم اللہ تعالیٰ کا احترام اس کے سامنے وہ کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتے تھے جسمانی راحتوں کی اور نہ مالی منفعتوں کی اللہ تعالیٰ کا احترام ان کے رگ و ریشہ میں سمایا ہوا تھا۔

اللہ تعالیٰ کا احترام اور شریعت کی ترجیح انسان کے لیے سب سے بڑی محافظ چیز ہے، یہ دنیا کی کشش سے انسان کی حفاظت کرتی ہے۔

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

آپ کے اندر یہ احساس پیدا ہونا چاہیئے کہ آپ صرف دنیا کمانے نہیں آئے ہیں، آپ صرف مالی اور مادی منفعتوں کے حصول کے لیئے نہیں آئے ہیں، بلکہ آپ دین کمانے بھی آئے ہیں میں صاف کہتا ہوں، اس مسجد یں خدا کے گھر میں اور منبر کے پاس کہتا ہوں کہ آپ یہاں رہکر ولایت حاصل کر سکتے ہیں شرط یہ ہے کہ اپنے اندر اللہ کا احترام پیدا کریں جو کام بھی کریں ایمان اور احتساب پیدا کریں اللہ تعالیٰ کے ثواب کی دلچی ہیں کریں۔

مسلمانوں سے جو چیز نکل گئی ہے وہ ہے نیت کا استحضار سارے اچھے کام کرتے ہیں لیکن بغیر نیت کے مسلمانوں سے جتنی کرامات کریں تب بھی ثواب کی نیت سے کریں جو کام بھی چھوٹا یا بڑا کریں ثواب کی نیت سے کریں۔

روزہ جو اہم ترین عبادتوں میں سے ہے اس کے بارے میں بھی حدیث میں ایمان اور احتساب کی شرط آئی ہے اسی طرح شب قدر میں نماز پڑھنے کے ساتھ بھی ایمان واحتساب کی شرط ہے۔

من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه۔ ومن قام ليلة القدر ايمانا واحتسابا غفرله ما تقدم۔

کسی کے ذہن میں آسکتا ہے کہ روزہ صرف مسلمان رکھ سکتا ہے اس کے پاس ایمان پہلے سے ہے، پھر یہ ایمان کی شرط کیوں یہ خیال صحیح نہیں ایسے لوگ بھی ہیں جو ایمان واحتساب سے خالی ہیں جو روزہ رکھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے ثواب کی نیت نہیں ہوتی ایمانی واحتساب سے خالی ہیں۔

روزہ کے متعلق کو نگلا میں میری تقریر ریڈیو سے نشر کی گئی جس میں میں نے روزہ کے بارے میں فضائل کی وضاحت کی تھی ایک صاحب نے کہا کہ آپ نے روزہ کے بارے میں ساری باتیں کہیں لیکن ایک بات رہ گئی، افطار میں جو لذت ہے اس کا آپ نے تذکرہ نہیں کیا میں تو اسی لئے روزہ رکھتا ہوں۔

غرض آپ جو بھی کام کریں۔ اللہ کی رضا کے لیے کریں مثلاً آپ یہ سوچ لیں کہ آپ یہاں حلال رزق کمائیں گے اس سے اپنے عیال کی پرورش کریں گے اور جو کام کریں اور جہاں بھی جائیں اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت کریں، طلبہ بھی یہ نیت کرلیں کہ اس کے ذریعہ حرام سے بچیں گے اور اپنی صلاحیتوں سے مسلمانوں کی خدمت کا کام لیں گے، میں کہتا ہوں کہ اس پر آپ کو جہاد کا ثواب ملے گا۔

سب سے بڑا خسارہ یہ ہے کہ کام سب ہو رہے ہیں لیکن احتساب نہیں ہے، اور نیت کے بغیر ہر کام کرتے ہیں۔

آپ ذرائع معاش سے کفالت کے ساتھ اللہ کی وہ رضا حاصل کر سکتے ہیں کہ اس کے قریب رہیں، یہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا امتیاز تھا کسی سے ہنس کر بولتے تھے تو اس میں بھی اللہ کی رضا کی نیت کرتے تھے یہ راستہ کی صفائی بھی نیت کے ساتھ کرتے تھے چھوٹی چیزوں سے لے کر جہاد اور شہادت تک ہر کام میں نیت ہوتی تھی نیت کے نہ ہونے کی وجہ سے ہم مسلمان اپنا بہت بڑا نقصان کر رہے ہیں اگر نیت ہو تو آپ کی ساری زندگی عبادت بن سکتی ہے آپ یہاں وہ کام کر سکتے ہیں جو لوگوں کو مقامات مقدسہ میں ممکن نہیں ہو سکتا ہے کہ آپ یہاں وہ درجہ حاصل کریں جو ان کو حاصل نہیں ہے مگر اس کے لیئے استحضار کی شرط ہے آج ہی سے آپ سوچ لیں کہ کسی سے بات کریں گے تو صرف اللہ کے لیئے دنیا کا کوئی کام کریں گے تو صرف اللہ کے لیئے، دنیا کا کوئی کام کریں گے تو نیت سے، یہاں تک کہ گھر والوں کی جو خدمت کریں نیت کے استحضار سے کریں اس پر آپ کو ولایت مل سکتی ہے، ولایت کے لیے ترک دنیا کی شرط نہیں ہے، ولایت کے معنی دنیا کو دین کے تابع کرنے کے ہیں۔

جس نے اللہ کی رضا کے لئے ایک دن بھی اعتکاف کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں آڑ فرما دیتے ہیں جن کی مسافت آسمان و زمین کی مسافت سے بھی زیادہ چوڑی۔

معتکف کے لیئے ایک اور حدیث میں یہ فضیلت آئی ہیں۔

عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی المعتکف هو یعتکف الذنوب و یجری له من الحسنات کعامل الحسنات کلها (مشکوٰۃ وابن ماجہ)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معتکف کے بارہ میں فرمایا، وہ گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے لیئے نیکیاں اتنی ہی لکھی جاتی ہیں جتنی کرنے والے کے لیئے۔

رمضان المبارک کی ان برکتوں، رحمتوں اور اس کی خصوصیت واہمیت پر ایک حدیث اور پیش کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان مبارک ایام سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور سئیات ومنکرات سے محفوظ رکھے اور ان محروموں اور بدنصیبوں میں ہمارا شمار نہ فرمائے جن کے دل کی آنکھیں ان دنوں میں بند رہیں اور جن کے قلوب پہلے کی طرح اس مہینہ میں بھی سخت اور غافل رہے۔

عن عبادة بن الصامت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يوما وحضر رمضان اتاكم شهر بركة يغشاكم الله فيه فينزل الرحمة ويحط الخطايا ويستجيب فيه الدعاء ينظر الله تعالى الى تنافسكم فيه ويباهى بكم ملائكته فاروا الله من انفسكم خيرا فان الشقى من حرم فيه رحمة الله عزوجل (رواہ الطبرانی)

حضرت عبادہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے قریب ارشاد

باقی صفحہ ۲۳ پر

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

میں نے ہندو مذہب چھوڑ کر اسلام کیوں قبول کیا؟

سابق مہامہنت اور موجودہ ڈاکٹر اسلام الحق کے تاثرات

قسط نمبر۲

سوال : ہندو مذہب میں ذاتوں کا بہت زیادہ عمل دخل ہے۔ برہمن۔ شودر۔ چھتری وغیرہ کیا اس ذاتوں کے تعصب کے جبر کی وجہ سے ہندو لوگ مذہب سے چھٹکارا پانے کی کوشش تو نہیں کر رہے

جواب : وید چار دھرموں کو جنم دے رہا ہے یہ ایک نظام ہے۔ برہمن چھتری۔ شودر ویش اس کا یہ مقصد ہرگز نہیں تھا کہ یہ ایک دوسرے کو اپنے سے الگ سمجھیں یا ایک دوسرے سے نفرت کریں۔ وید نے یہ بات کہی ہے کہ جسم کے چار حصے ہیں۔ سر، دھڑ، پیٹ، پاؤں۔ یہ چاروں الگ کچھ نہیں۔ ایک ہی جسم کے حصے ہیں۔ اسی طرح سوسائٹی ہے اس میں ایک سوچنے کا عمل ہے۔ پالیسی بنانا ہے۔ یہ برہمن کا کام ہے۔ دھڑ قوت اور طاقت کا کام کرتا ہے سماج کو طاقت اور قوت پہنچانا یہ چھتری کا کام ہے پیٹ کا کام ہے تمام جسم کو غذا کی سپلائی کرنا۔ سماج میں مال و دولت کی سپلائی کا کام ویش کا ہے۔ پاؤں پر تمام جسم کا دارومدار ہے اور اس کا کام پورے جسم کی خدمت ہے تو سماج کی خدمت کی ذمہ داری شودر کے ذمہ ہے۔ یہ چاروں الگ کوئی چیز نہیں۔ ایک دوسرے سے الگ نہیں ہیں۔ یہ آگے چل کر ذاتوں میں تقسیم ہو گئے۔ برہمن نے "جاتی" کے روپ میں اپنے کو سب سے بلند تر کر دیا۔ اصل میں شروع میں ہندو کا جو ویدک پیریڈ رہا ہے۔ اس میں پیدائشی طور پر نہ کوئی برہمن تھا نہ کوئی شودر اور ذات بلکہ جنم اور پیدائش کے اعتبار سے سب برابر تھے۔

تعلیم کے حصول کے لئے سب بچے "اچاریہ" کے پاس آشرم جاتے تو اس تعلیم گاہ میں یہ چار سندیں یا ڈگریاں تھیں جو اب ذاتیں بن گئیں ہیں۔ اچاریہ کئی سال کی تعلیم کے بعد جب بچے کی ذہنی حالت جس کے لئے مناسب سمجھتا اس کے مطابق ڈگری جاری کر دیتا۔ برہمن کا بچہ شودر اور شودر کا بچہ کا چھتری اور چھتری کا بچہ برہمن بن جاتا۔ اس میں کوئی تخصیص نہیں تھی کہ امیر یا راجہ یا سردار کا بچہ برہمن بنے گا۔ لیکن جب ہندو مذہب میں اونچ نیچ آیا تو اس میں تمام چیزیں بدل گئیں۔ برہمن نے اپنی قوت مضبوط کرنے کے لئے اور منافع کے حصول کیلئے وراثت کا چکر چلا دیا اور برہمن ذات کو تمام سے بلند کر کے اپنے کو "جاتی" کا روپ دے دیا۔ اس کے دیکھا دیکھی دیگر ذاتوں نے بھی یہی صورت اپنائی اور یہ ڈگریاں ذاتوں میں تبدیل ہو گئیں۔ آزادی کے بعد بھی یہ صورت برقرار رہی۔ حالانکہ ہونا یہ چاہیے تھا اور جیسا کہ کہا گیا تھا کہ ہندوستان میں ذات پات کی بلندی و پستی ختم کی جائے گی لیکن اس کے برعکس معاملہ ہوا

معاملہ ہوا اور ہر ذات نے اپنے کو منظم کرنا شروع کر دیا ہے تاکہ ایک دوسرے کو نیچا دکھایا جائے۔ اب ہندوستان میں مسلمانوں کے جھگڑوں کے ساتھ ہندوؤں کی ذاتوں کے جھگڑے شروع ہیں۔ آج کل ہریجنوں اور برہمنوں کا جھگڑا چل رہا ہے۔

سوال۔ یہ کشیدگی ہندوستان کو کس طرف لے جا رہی ہے۔؟

جواب۔ بربادی کی طرف۔ بربادی یہ ہے کہ آگے چل کر ہر ذات اپنا ایک صوبہ تشکیل دے گی اپنا ایک کلچر بنائے گی۔ اس وقت بھی ہندوستان کا کلچر ایک نہیں ہے۔ گجراتی کلچر مراٹھی سے الگ ہے بنگال کا کلچر دوسروں کے کلچر سے الگ ہے۔ ہندوستان کو کلچر کی بنا پر متحد نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح ہندوؤں کا مذہب ایک نہیں ہے۔ ہر طبقہ کا مسلک الگ ہے۔ ہر علاقہ کے گرو اور رام اور بھگوان بھی الگ ہیں اتر پردیش کے رام کو ساؤتھ والے نہیں مانتے۔ بھگوان تک ایک دوسرے کے الگ ہیں۔ رام کے بہت سے روپ ہیں۔ ہندوستان۔ ملائشیا، بنگلہ دیش کی رامائن الگ الگ ہیں۔ ہندو مذہب عجیب گورکھ دھندہ ہے۔ اس لئے ہندوستان اس سے متحد نہیں ہو سکتا۔

سوال۔ اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کی زندگی کا طرز بالکل بدل گیا۔ کیا اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے میں آپ کو کوئی مشکلات پیش نہیں آئیں اور اس سے کوئی سماجی مسائل پیدا ہوئے۔

جواب۔ اصل بنیادی بات یہ ہے کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے میں اللہ تعالیٰ سبحانہ کو نہیں جانتا تھا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعارف نے مجھے اللہ تعالیٰ کی صفات سے متعارف کرایا۔ جو میرا گرو تھا۔ یعنی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے معبود سے نہ صرف میری ملاقات ہی کرائی بلکہ میرا کل رجحان اور پیار جو تھا۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گیا اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار ہو جانے کی وجہ سے انکی ہر چیز مجھے پیاری لگنے لگی چاہے نماز ہو یا روزہ ہو۔ یا کوئی بھی اسلامی حکم وہ مجھے پیارا ہو گیا۔ چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار ہے۔ جہاں تک سماجی مسائل کی بات ہے۔ عام طور پر مجھے کوئی مشکلات پیش نہیں آئیں۔ میں اللہ

تعالیٰ کے فضل و کرم سے کھاتا پیتا آدمی ہوں لیکن مجھے معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں بھی ذات اور برادری کا نظام ہے۔ ہندو مذہب چھوڑنے کی وجہ سے میں اپنے خاندان سے کٹ گیا۔ میری ایک بچی اور بیوی میرے ساتھ مسلمان ہوئیں بڑی بچی کی شادی ہو گئی تھی۔ اور میرا داماد بھی ممبئی کے ایک بڑے آشرم کا انچارج ہے۔ صرف اس سے ملنا جلنا ہے۔ باقی اپنے بہن بھائیوں اور بیوی کے رشتہ داروں سے ہمارا ملنا جلنا نہیں ہے۔ بات مسلمان کی ہو رہی تھی۔ مسلمانوں میں بھی ذات برادری کا معاملہ ہے میری بچی ہے مجھے اس کی شادی کی فکر ہے۔ میمن میمن میں شادی کرتا ہے۔ میں میمن نہیں ہوں میں ان برادری پر تحقیق بھی کر رہا ہوں۔ یہ ذرا تکلیف کی بات ہے۔ میرے پاس شیعہ بھی آئے اور قادیانی بھی آئے۔ انہوں نے مجھے اپنی طرف راغب کیا میں نے ان سب کو جواب دیا کہ میں صرف مسلمان ہوں یہ ذات برادری والی بات میرے دماغ کو بہت زیادہ متاثر کرتی ہے اور یہ چیز بہت سارے لوگوں کے لئے مسلمان ہونے میں مانع ہو رہی ہے۔ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ والی بات اسلامی معاشرہ میں تلاش کرتا ہوں۔ خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اعلان فرمایا تھا کہ دودھ میں پانی کی ملاوٹ نہیں کرے گا۔ ایک دفعہ آپ رعایا کے حالات جاننے کے لئے گزر رہے تھے۔ کہ آپ نے ایک گھر سے باتیں کرنے کی آوازیں سنیں۔ آپ نے کان اس طرف لگا دیئے۔ ایک ماں اپنی بچی سے کہہ رہی تھی کہ دودھ میں پانی ملا دے۔ بچی نے جواب دیا کہ اماں! پانی کیسے ملاؤں خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ممانعت کی ہے ماں نے کہا خلیفہ یہاں کہاں۔ وہ کوئی دیکھ تو نہیں رہا۔ بچی نے جواب دیا۔ اماں خلیفہ اگر نہیں دیکھ رہا تو خلیفہ کا خدا تو دیکھ رہا ہے۔ اور اس نے پانی ملانے سے انکار کر دیا۔ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس بچی کی یہ نیکی اتنی پسند آئی کہ اس کو اپنی بہو بنا لیا۔ تاریخ میں آتا ہے کہ اس بچی کی اولاد میں سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی جن کو عمر ثانی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ کریکٹر اب مسلمانوں میں کہاں ہے۔ میں اس کریکٹر کی تلاش میں ہوں۔ میری خواہش ہے کہ میری بیٹی کا بیاہ ایسی جگہ ہو جہاں کے لوگوں میں اس قسم کا کریکٹر پایا جاتا ہے۔ ذات پات کی بجائے اعمال پر نگاہ کی جاتی ہو۔ ایک اسلام کی تاریخ ہے۔ ایک مسلمانوں کی تاریخ ہے۔ میں مسلمانوں کی تاریخ نہیں دیکھ رہا۔ میری اسلامی تاریخ پر نظر ہے آج جس طرح خلافت کی دھجیاں خود مسلمانوں نے بکھیر دیں جو سچ ہے میں ضرور کہوں گا۔ میں کڑوی اور تلخ باتیں کہوں گا حق کو میں نے تسلیم کیا۔ میں ضرور کہوں گا۔ مسلمانوں کو آج اسلامی تاریخ کی ضرورت ہے۔

سوال: مسلمانوں کی موجودہ زندگی اور ہندوؤں کی موجودہ زندگی کے بارے میں آپ کیا کہیں گے۔

جواب: جیسا کہ میں نے کہا کہ بحیثیت ہندو میں اپنے لئے جیتا تھا۔ اسی طرح اس وقت تمام ہندو اپنے لئے جی رہے ہیں۔ ان کی زندگی کا کوئی مقصد نہیں۔ صرف اپنی ذات ان کا محور ہے۔ اپنے کو جاننے میں وہ اپنی نجات سمجھتا ہے لیکن مسلمان اپنی ذات کے لئے نہیں جیتا بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے جیتا ہے۔ اس کی زندگی کا محور اللہ تعالیٰ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا مندی ہے۔ مسلمان کی زندگی کا مقصد پوری مخلوق کے حقوق کی صحیح طور پر ادائیگی ہے۔ جہاں تک میں اسلامی تعلیمات کے مطالعہ سے سمجھا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کی شکل میں اپنے بندوں سے ملتا ہے۔ اسلام کا مطلب ہے سپردگی۔ جب بندہ اپنے ہاتھ، آنکھیں اور اعضاء اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کے روپ میں اپنے دوسرے بندوں سے ملتا ہے اور یہی اسلام کی اصل تعلیمات ہیں۔ مسلمان کا کوئی بھی عمل اس کی مرضی کے تابع نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق اپنے کو سپرد کر کے حقوق ادا کرتا ہے۔ مسلمان اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مرضی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں مضمر ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پوری انسانیت کا درد لے کر تشریف لائے۔ وہ تمام عالم کے لئے رحمت تھے اس درد کو بانٹنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس دنیا میں رکھا ہے اور میں بھی اسی درد کو بانٹنے کے لئے مسلمان ہوا ہوں۔ میں دیش دیش میں گھوم گھوم کر اسلام کے درد کے بانٹنے کی کوشش میں مصروف ہوں۔

سوال۔ اس مشن کی تکمیل کے لئے آپ کے ذہن میں کیا منصوبہ ہے۔

جواب: مسلمان اگر اپنی شناخت کو سمجھتا ہے تو مسلمان ہونا صرف دائرہ اسلام میں ایک انٹری اور ایک داخلہ ہے۔ اسلام قبول کر کے وہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسلام قبول کر کے اپنے آپ کو مومن کے درجے تک پہنچائے کیونکہ قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام وعدے مومن کے لئے ہیں۔ مسلمان کے لئے نہیں۔ مسلمان ہونا تو صرف آغاز ہے۔ مسلمان کا اصل مرتبہ مومن ہے اور اسی پر تمام انعامات کا مدار ہے۔

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے کس مسلک کو اختیار کیا۔

جواب: میرا کوئی مسلک نہیں۔ میں صرف اور صرف مسلمان ہوں۔ کسی فرقہ کا آدمی نہیں کیونکہ فرقہ وہاں ہوتا ہے جہاں کوئی فرق ہوتا ہے۔ اسلام میں کوئی فرق نہیں۔ میں نے صرف اسلام قبول کیا ہے۔ میں اپنے آپ کو صرف اسلام میں داخل سمجھتا ہوں۔ کسی فرقہ کسی اسکول کسی مدرسہ سے میرا تعلق نہیں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کی دعوت سن کر اسلام قبول کیا تھا وہ کس فرقہ کے تھے۔ ان کا تعلق کس اسکول سے تھا۔ ان کو کس مولوی نے مسلمان بنایا تھا۔ وہ تو پورا قرآن شریف تک نہیں جانتے تھے۔ جتنا وہ قرآن مجید جانتے تھے اس کی تبلیغ اور اس پر عمل کو اپنی زندگی کا مشن بنا لیا تھا۔ یہ ہے اصل اسلام کا درد کہ اگر ایک آیت بھی اسلام کی پہنچی تو اس پر عمل کر کے اس کی تبلیغ کی جائے۔ ایک نقطہ جانتا ہے تو اس پر پوری ایمانداری سے عمل کرے۔ آج یہ دیکھا جا رہا ہے لوگ مدرسوں اور مولویوں کے لئے جی رہے ہیں۔ پاکستان کا تو پتہ نہیں۔ ہندوستان میں ایسا ہی ہے۔ ایمان ایک سفر ہے۔ وہ برابر آگے بڑھتا ہے۔ اگر ہم ا

کے سفر کو محدود کر دیتے ہیں اور ہماری اسلام میں ترقی رک جاتی ہے۔

سوال: آپ نے تو ایک خواب دیکھا اور اسلام کی طرف متوجہ ہوئے جبکہ آپ کی فیملی نے آپ کی اس بات کو آسانی کے ساتھ تسلیم کر لیا

جواب - چونکہ میری فیملی کو مجھ پر اعتماد تھا۔ میری تمام زندگی ان کے سامنے تھی۔ اس لئے انہوں نے میری بات کی تصدیق کی اور مجھے اس سلسلے میں زیادہ دقتیں پیش نہیں آئیں اور انہوں نے اسلام قبول کرنے میں میرا مکمل ساتھ دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ کرم ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کوئی کام لینا چاہتے ہیں میری بیوی اور بچی نے آسانی کے ساتھ اسلام قبول کر لیا۔ میرا اسلامی نام اسلام الحق اور میری بیوی کا نام خدیجہ اور بچی کا نام عائشہ تجویز ہوا۔ اتنے اچھے ناموں کا انتخاب بھی میری بہت بڑی خوش قسمتی اور سعادت ہے۔

سوال: آپ اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی زندگی سے مطمئن ہیں۔

جواب: اسلام قبول کرنے کے بعد میں اپنی زندگی سے بہت زیادہ مطمئن ہوں کیونکہ اب میری تمام زندگی کا محور اللہ تعالیٰ کی ذات اور اسلام کی اشاعت ہے۔

سوال: اب آپ کا مشن کیا ہے۔

جواب: اس وقت اسلام یا دین اسلام پر کڑا وقت آیا ہوا ہے۔ وہ خود مسلمانوں کی اپنی وجہ سے ہے ہندو عیسائی اور یہودی اسلام کو باہر سے کیا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اندر سے اسلام کو مسلمان خود اپنے اعمال کی وجہ سے نقصان پہنچا رہا ہے۔ اس کو توڑ پھوڑ رہا ہے میری زندگی کا اب مشن ہے کہ اسلام جو پوری امت کے لئے ہے۔ پوری انسانیت کے لئے ہے۔ اس کو محدود دائرہ سے نکال کر پوری انسانیت تک پہنچایا جائے۔

سوال آپ ساری زندگی ہندو مذہب کا پرچار کرتے رہے اور اب سات آٹھ سال سے اسلام کا پرچار کر رہے۔ ہمیں یہ بتائیے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی سیاسی اور اقتصادی صورت حال کے بارے میں آپ کیا محسوس کرتے ہیں۔

جواب: جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ معاشی طور پر وہ بہت زیادہ کمزور ہیں۔ سیاسی طور پر بھی وہ ایک پلیٹ فارم پر منظم نہیں ہیں اور نہ ہی ان کا کوئی ایک شخص ہے۔ بڑی بڑی ہندوستان کی پارٹیوں میں انہوں نے اپنے کو شامل کیا ہوا ہے۔ اب ظاہر بات ہے کہ جن پارٹیوں میں وہ شامل ہیں۔ ان کے منشور ہیں، ان کے ضابطے ہیں۔ ان ضابطوں کی پابندی ان کے لئے لازمی ہے۔ مثال کے طور پر یو پی الیکشن ہوئے۔ اس میں مسلمانوں نے مختلف پارٹیوں کے پلیٹ فارم سے حصہ لیا۔ یو پی میں بھارتی جنتا پارٹی نے کامیابی حاصل کی۔ انہوں نے رام جنم بھومی کے نام پر پورے ہندوستان میں انتخاب لڑے اور اس نام پر کامیابی حاصل کی۔ یو پی حکومت تشکیل دینے کے بعد حلف اٹھایا تو اس کے لیے رام جنم بھومی اجودھیا میں حلف اٹھایا۔ ان وزراء میں مسلمان وزیر بھی تھے انہوں نے بھی ان کے ساتھ اجودھیا میں حلف اٹھایا اور جیسے ہندو وزیروں نے کیا تھا۔ انہوں نے بھی کیا تو کسی کے نئے مسلمان نے اپنے مذہب کو چھوڑا تو ہندوستان میں مسلمانوں نے عملی طور پر اپنی آئیڈیالوجی کو چھوڑا ہوا ہے چند فیصد مسلمانوں کو چھوڑ کر باقی لوگوں نے مذہب کو چھوڑا ہوا ہے ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ یہ بات آپ کو عجیب لگے گی کہ میں کہتا ہوں کہ ہندوستان میں اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ اس کی وجہ ہے۔ ہندو جسے ہم ہندو کہتے ہیں۔ وہ بہت کم ہیں سکھ اور دیگر بہت سارے ہندو قومیں اپنے کو ہندو نہیں کہتے تھوڑے سے برہمن اصل میں ہندو ہیں۔ انہوں نے اپنے کو منظم کر کے پورے دیش کے لوگوں کو ہندو بنا رکھا ہے۔ کیونکہ ہندوستان میں رہنے کی بنا پر تمام لوگوں کو ہندو کا نام دے دیا ہے اور اس کی بنیاد پر حکومت کر رہے ہیں۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ مسلمان وہاں اکثریت اور مجبوری میں ہیں۔ اگر مسلمان اپنی شناخت میں آ جائے اس بات پر آ جائے کہ میرا اللہ ایک ہے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہیں، میرا کلمہ ایک ہے۔ سسٹم آف لائف ایک ہے مسلمان اس بنیاد پر متحد اور منظم ہو جاتا ہے تو ہندوستان میں مسلمانوں سے بڑی اکثریت اور کوئی نہیں ہے کیونکہ اس کی آئیڈیالوجی ایک ہے۔ ہندو کے پاس اپنی کوئی ایک آئیڈیالوجی نہیں ہے۔ اترپردیش اور دیگر علاقوں کا رہن سہن الگ ہے۔ ان کا بھگوان الگ ہے۔ عبادات کا طریقے الگ ہیں۔ ایک دوسرے کے بھگوان اور رام کو وہ تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

سوال: آپ نے پورے ہندوستان کا دورہ کیا ہو گا اور تمام ہندو مذہب سے واقف ہوں گے آپ اس پر کچھ روشنی ڈالئے کہ ہندوؤں کی آئیڈیالوجی میں آپ نے کیا فرق محسوس کیا۔

جواب: ہندو مذہب کے اس تفرقہ کو اگر میں دو لفظوں میں بیان کروں تو یہ کہا جا سکتا ہے۔ ہر کنکر شنکر ہے۔ ہر کنکر اپنی شلوک رکھتا ہے۔ جس طرح ہندوستان کا ہر کنکر ایک جگہ نہیں پورے ہندوستان میں پھیلا ہوا ہے۔ اسی طرح ان کا شنکر بھی پورے ہندوستان میں پھیلا ہوا ہے۔ ہر شنکر کا روپ الگ ہے۔ رام کا انیک روپ، بھگوان جس کو کسی نے نہیں دیکھا۔ اس کو دکھانے کی بات تو یہ ہو سکتی تھی کہ اس کی تصویر دکھاتے لیکن اس کے بجائے ہر مہنت اور پجاری نے بھگوان کی شکل اختیار کر لی۔ اصل بھگوان نظر نہیں آتا۔ اس کی شکل کسی نے نہیں دیکھی۔ اس کے چرنوں کو کسی نے نہیں چھوا۔ اس لئے ہر پجاری ہر مہنت بھگوان ہے۔ آشیرباد بھی دیتا ہے۔ وہ نظر بھی آتا ہے۔ اس کے چرنوں کو چھوا بھی جا سکتا ہے۔ اس لیے ہر مہنت اور پجاری نے بھگوان کی شکل اختیار کر لی اور ہندو اس ظاہری بھگوان کے زیادہ قریب ہے۔ اس لئے جتنا ہندوستان میں ہے۔ اس کے دس فیصد کے لگ بھگ آپ سمجھ لیں۔ ہندوستان میں بھگوان ہے کیونکہ ہر قبیلہ کا بھگوان الگ ہے۔ آپ نے سنا ہو گا۔ سنتوشی ایک ماں ہے۔ اس کی کوئی ہسٹری نہیں۔ ویسے تو کسی دیوی کی کوئی تاریخ نہیں لیکن سنتوشی ماں تو ابھی پیدا ہوئی۔ چار پانچ سال کے اندر اس پر فلم بنائی۔ ہر آدمی اس کو مان کر اس کا گرویدہ ہو رہا ہے۔ وہ کیا ہے۔ اس کا کیا روپ ہے۔ کسی کو علم نہیں۔ بس تصوراتی تخیل کو بنا دیا۔ کلا کار نے فلم بنا ڈالی۔ بھارت ماتا کیا ہے۔ ایک زمین ہے اس

باقی صفحہ ۲۵ پر

داستانِ ازبلا

اسپین کی تاریخ کا ایک منفرد واقعہ

جس نے عیسائی دنیا میں ہلچل مچادی

ردِّ عیسائیت پر جدید انداز میں ایک دلچسپ سلسلہ

از: محمد سعید خان دہلوی

قسط نمبر ۲۰

فرانس کی شہزادی

تھوڑی دیر کے بعد ازبلا کو بڑے کمرہ میں جہاں تینوں سہیلیاں بیٹھی ہوئی تھیں پہنچادیا گیا۔ راہب نے کہا فرانس کی شہزادی ارقیہ ذرا تھوڑی دیر میں اپنی ابتدائی ریاضت کو ختم کر کے تشریف لائیں گی۔ یہ کہہ کر راہب صاحب تشریف لے گئے۔ اب ازبلا کے ساتھ میرانو، مرتھا اور رحانہ کو رازدارانہ گفتگو کرنے کا موقع مل گیا۔ چنانچہ موجودہ حالات پر خوب باتیں ہوئیں اور ازبلا کو اس مصیبت سے نجات دلانے کے لیے مختلف تدابیر پر غور کیا گیا کہ وہ اس دائمی مصیبت سے بچنے کے لیے عارضی طور پر مسیحیت کا اقرار کرے یا اول درجہ میں کچھ نرمی اختیار کرے۔ لیکن ازبلا نے اس مشورہ کو ٹھکرا دیا اور کہا کہ اسلام کی وجہ سے مجھ پر جو جو مصیبتیں نازل ہوں گی وہ انشاء اللہ گناہوں کا کفارہ اور ایمان کی زیادتی کا موجب ہوں گی۔ اگر خدا نے مجھے ظالموں کے پنجہ سے چھڑانا ہی ہے تو وہ اس کے اسباب بھی مہیا کر دے گا۔ اس کی رضا اس کے فیصلہ پر کسی کو اختیار نہیں۔ آخر غور و فکر کے بعد ایک تدبیر پیش کی گئی جس پر سب نے اتفاق کیا اور تدبیر پختہ ہو جانے کے بعد سب لڑکیاں ریاضت میں مشغول ہو گئیں۔ ازبلا کی عبادت تو صرف قرآن کی یہ دعا تھی۔ ربِّ ادخلنی مدخل صدقٍ الخ سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۸ (ترجمہ) اے رب مجھ کو خوبی کے ساتھ پہنچائیو اور مجھ کو خوبی کے ساتھ نکالیو اور مجھ کو اپنے پاس سے ایسا غلبہ دیجیو جس کے ساتھ نصرت ہو۔

میرانو درود شریف میں مشغول ہو گئی اور مرتھا اور رحانہ حسب حال مختلف دعائیں کرنے لگیں۔ اتنے میں کمرہ میں فرانس کی مشہور راہبہ اور ردلیہ ارقیہ داخل ہوئی جس کا سب نے استقبال کیا۔

ارقیہ: "مجھے بڑا افسوس ہے کہ ازبلا نے خداوند کا دامن چھوڑ کر کفر کے ساتھ رشتہ جوڑ لیا ہے۔ خیر نہیں شیطان نے اس پر کیوں قبضہ جما لیا۔ میں نے کل ہی خواب میں مسلمانوں کے بڑے عالموں کو جہنم میں جلتے دیکھا ہے یہ کم بخت لڑکی بھی ان ہی میں شامل ہونا چاہتی ہے۔ اگر یہ خداوند کی صلیب کو پھر اپنے کندھوں پر اٹھالے اور چند روز ہی میرے ساتھ رہے تو میں خداوند کی زیارت کرادوں گی۔"

میرانو: "واقعی بڑے شرم کی بات ہے کہ ہمارے روحانی باپ کی لڑکی اس طرح مرتد ہو جائے۔ آج ہم نے اسی لیے آپ کو تکلیف دی ہے کہ آپ اپنی روحانی توجہ سے ازبلا پر اثر ڈالیں اور اس کو خداوند کے قدموں میں لے آئیں۔ دلائل سے تو ازبلا خاموش نہیں ہوتی مگر اب روحانی طریقہ سے مطمئن کرنے کی ضرورت ہے۔"

ارقیہ: "بہتر ہے آج ہی دعا اور ریاضت سے ازبلا کے قلب کو مریم عذرا کی طرف پھیرنے کی کوشش کی جائے گی اور مجھے یقین ہے کہ یہ لڑکی صبح تک ٹھیک ہو جائے گی۔ میں دیکھ رہی ہوں کہ خداوند اپنی آغوش کھولے ہوئے ازبلا کی طرف ہاتھ بڑھا رہے ہیں اور ازبلا بھی ان کی گود میں جانے کے لیے تیار ہو گئی ہے۔ آپ گھبرائیں نہیں دیکھیے صبح تک کیا ہوتا ہے۔"

(یہاں ازبلا نے کچھ بولنا چاہا۔ مگر مرتھا نے اشارہ سے منع کر دیا) ارقیہ یہیں تک اپنی کرامتوں کا اظہار کرنے پائی تھی کہ دروازہ پھر کھلا اور وہی بڑا راہب اندر داخل ہوا۔ اور میرانو سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "آپ کو چند راہبات کی اور ضرورت ہو تو وہ بھی حاضر کر دی جائیں۔" میرانو نے کہا کہ آپ کی نوازش کا شکریہ ہمیں اب کسی راہبہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ رات میں ایک دو دفعہ تشریف لاکر ہمیں اپنے مشوروں سے مستفید فرمائیں تو آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔" راہب نے وعدہ کیا کہ وہ دو دو گھنٹہ کے بعد ضرور حاضر ہوگا۔ اور آپ کے ہر حکم کی تعمیل کرے گا۔ یہ کہہ کر وہ الٹے پاؤں پھر گیا اور دروازہ بند کر لیا گیا۔

اب نصف رات ہونے میں ایک گھنٹہ باقی رہ گیا ہے۔ اس لیے تمام لڑکیاں ارقیہ کے ساتھ عبادت کرنے میں مشغول ہو گئیں۔ مریم عذرا کے بت کے سامنے ارقیہ کی نشست تھی اور دس دس قدم کے فاصلہ پر لڑکیوں نے اپنی نشستیں مخصوص کر لیں۔ میرانو نے ازبلا کی نشست اپنے قریب ہی مقرر کر لی تاکہ اگر کوئی ضروری بات کہنی ہو تو آسانی کے ساتھ کہہ سکے اور کوئی دوسرا اس کو سننے نہ پائے۔

جب عبادت کو ایک گھنٹہ گزر گیا تو میرانو نے ازبلا سے بہت دھیمی آواز میں کہا کہ "دیکھو ہم جو کچھ بھی گفتگو کریں تم اس میں مداخلت نہ کرنا اور خاموشی سے سنتی رہنا اور ہماری ہر بات کو فوراً مان لینا۔" یہ کہہ کر میرانو پھر خاموش ہو گئی۔ ارقیہ اپنی ولایت کے جوش میں عجیب عجیب حرکتیں کر رہی ہے۔ کبھی دونوں ہاتھوں کو آگے لے جاتی ہے گویا وہ کسی کو اپنی آغوش میں لینا

چاہتی ہے۔ کبھی آہ وزاری کرتی ہے اور کبھی چیخیں مارنے لگتی ہے۔ اور بار بار منہ سے یہ الفاظ نکال رہی ہے۔" ہاں! ہاں خداوند تیرا مبارک ہو اور روح القدس جلد ہماری دستگیری کرے"۔

رات کا ایک بجا ہوگا کہ میرانو نے زور سے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئی۔ ازبلا اپنی جگہ پر نہایت استقلال سے جمی بیٹھی رہی۔ مگر ارقیہ، مرتھا اور جنانہ دوڑ کر فوراً اس کے پاس پہنچ گئیں اور پانی لے کر اس کے سر پر ڈالنے لگیں۔ ارقیہ نے پانی ڈالنے سے منع کیا اور کہا کہ میرانو نے یقیناً خداوند کی زیارت کی ہے اور ہماری آج کی عبادت یقیناً کامیابی پر ختم ہوگی۔ گھبراؤ نہیں یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ خداوند ہماری خانقاہ میں آئے۔ (ازبلا کے پاس جاکر) کیوں بی ازبلا! کیا اب بھی تم کو خداوند کی صلیب اٹھانے میں کوئی عذر ہے؟ ازبلا نے کوئی جواب نہیں دیا اور خاموشی سے سنتی رہی۔ ازبلا کی خاموشی نے ارقیہ کو اور بھی یقین دلایا کہ واقعی خداوند نے یہاں نزول فرما کر ازبلا پر برکت کی نظر ڈالی ہے۔ الغرض میرانو بدستور بے ہوش ہے۔ اتنے میں بڑا راہب کمرہ میں داخل ہوا۔ اور گھبرا کر دریافت کیا کہیں! یہ کیا ہوا؟ ارقیہ نے فوراً اپنی وہم پرستی کی داستان سنانی شروع کر دی اور نہایت وثوق سے کہا کہ میرانو پر خداوند نے نزول فرمایا ہے۔ راہب نے سنتے ہی ارقیہ کے بیان کی تصدیق کی کیونکہ وہ پہلے ہی سے ارقیہ کی ولایت کا قائل تھا۔ آخر کوشش کر کے میرانو کو ہوش میں لایا گیا اور ہوش و حواس درست ہونے پر راہب نے یوں سلسلۂ کلام شروع کیا۔

راہب" میرانو! کہو کیا حال ہے؟ کوئی خوشخبری ہو تو سناؤ"۔

میرانو" (ارقیہ کی طرف اشارہ کرکے) بس آپ کی کرامت اور برکت کا ظہور ہے آپ کی توجہ سے روح القدس سے میری ملاقات کرادی"۔

ارقیہ" خداوند کا نام بلند ہو۔ مسیح مصلوب کا نام مبارک ہو!"

راہب" ہاں ہاں۔ تو پھر آپ نے کیا دیکھا؟"

میرانو" میں عبادت میں مشغول تھی کہ یکایک ایک نہایت خوبصورت اور شکیل انسان میری طرف دوڑا۔ اور اس نے ازبلا کی طرف غور سے دیکھا۔ جس کے بعد اس کے چہرے سے مسکراہٹ نمایاں ہوئی"۔

راہب" مبارک۔ مبارک"۔

میرانو" میں اس انسان کو غور سے دیکھ رہی تھی کہ وہ میری طرف متوجہ ہوا۔ اور میں نے اس کے چہرہ پر ایک نشان دیکھا جس پر نورانی حروف سے لکھا ہوا تھا 'روح القدس' (یہاں ازبلا کو بے اختیار ہنسی آگئی۔ مگر اس نے ہنسی کو کھانسی کر مشتبہ بنا دیا)

ارقیہ" اے خداوند تیرا نام مبارک ہو"۔

میرانو" اس کے بعد اس نے ایک شیشی نکالی اور ازبلا کے سر پر اس میں سے چند قطرے ٹپکائے"۔

راہب" یقیناً وہ ایمان کے قطرے تھے۔ ازبلا تیری قسمت کھل گئی"۔

میرانو" اس کے بعد روح القدس نے مجھ سے دو باتیں فرمائیں..."

راہب" فرمائیے وہ باتیں کیا تھیں؟"

میرانو" انہوں نے کہا کہ قرطبہ کے جنوب میں جو مقدس گرجا ہے اور جو آج کل ویران پڑا ہوا ہے۔ اور جس میں مقدس اولیا کی ہڈیاں زائرین اور برکت چاہنے والوں کے لیے رکھی ہوئی ہیں۔ میں وہاں جاتا ہوں۔ اور دیکھو خداوند تمہارا وہاں انتظار کر رہے ہیں اور اپنی برکتوں کا ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں"۔

ارقیہ" مصلوب خداوند! تیرا نام بلند ہو۔ مقدس مریم کی قسم کیا مبارک کشف ہے۔ اور میں نے تو یہاں قدم رکھتے ہی خداوند کی زیارت کر لی تھی۔ دیکھا میرانو کے کشف نے میری بات کی کیسی تصدیق کر دی"۔

راہب" اچھا اب دوسری بات بتاؤ کہ روح القدس نے کیا فرمایا؟"

میرانو" دوسری بات..."

راہب" ہاں"

میرانو" دوسری بات یہاں نہیں بتائی جاسکتی کیونکہ مجھے یہی حکم ہوا ہے"۔

راہب" کیا روح القدس نے یہ فرمایا ہے کہ دوسری بات کا اظہار نہ کرنا"۔

میرانو" ہاں یہ فرمایا ہے کہ سب آدمیوں کے سامنے اس کا اظہار نہ کرنا"۔

راہب" اچھا یہ تو بتادو کہ وہ کسی شخص کے متعلق ہے یا کسی کام کے متعلق"۔

میرانو" میں اتنا بتا دیتی ہوں کہ وہ آپ کے متعلق ہے۔ اے مقدس باپ مبارک ہو۔ ہمیں کیا معلوم تھا کہ خداوند کے ہاں آپ کا درجہ اتنا بلند ہے"۔ چونکہ راہب اور رومن کیتھولک مذہب کے عیسائی بڑے سریع الاعتقاد اور خوش فہم ہوتے ہیں۔ اس لیے دیگر باتوں کی طرح راہب اس بات پر بھی ایمان لے آیا۔ اور مارے خوشی کے اچھل پڑا اور میرانو کی زبان سے یہ سن کر" ہمیں کیا معلوم تھا کہ خداوند کے ہاں آپ کا درجہ اتنا بلند ہے"۔

ارقیہ (فرانس کی شہزادی) راہب کے قدموں پر گر پڑی اور اس کے قدموں سے اپنے ماتھے کو رگڑنے لگی۔ راہب بھی جو خوشی اور مسرت کا مظہر کامل بنا ہوا سکتے کے عالم میں کھڑا تھا یہ الفاظ منہ سے نکالے" بیٹی! اطمینان رکھ تو بھی میرے ساتھ جنت میں ہوگی"۔

الغرض مسرت اور خوشی کے اظہار میں دو گھنٹے کے قریب گزر گئے اور ہوش آنے کے بعد ارقیہ نے راہب سے کہا۔

ارقیہ" تو ہاں۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"

راہب" اپنے خداوند کی تلاش میں اسی جگہ چلنا چاہیے جہاں کے لیے میرانو کو حکم ہوا ہے (ازبلا کی طرف مخاطب

مفت مشورہ برائے خدمت خلق
فون نمبر دوکان 54840 رہائش 54795
ہمارے پاس شفاء کی کوئی گارنٹی نہیں ● شفا کی گارنٹی صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ پچکے گال۔ پتلے کمزور جسم کو خوبصورت بنانے کیلئے۔ بھوک۔ ہاضمہ۔ تبخیر گیس۔ خون کی کمی۔ بلغم۔ نزلہ۔ کھانسی۔ دمہ۔ حیض۔ لیکوریا۔ پتھری۔ جنسی طاقت۔ احتلام۔ مثانہ کی گرمی۔ خاص مردانہ۔ زنانہ و بچوں کی امراض تمام پرانی بیماریوں کیلئے چالیس سال کی تجربہ
دیسی دواؤں کا مفت مشورہ و جواب کیلئے جوابی لفافہ یا اس کی قیمت ارسال کریں۔ جمعہ کو ناغہ
حکیم بشیر احمد بشیر رجسٹرڈ کلاس اے گورنمنٹ آف پاکستان فیصل آباد
محلہ غلام محمد آباد چاندنی چوک

ہو کر) اری لڑکی! سچ تو یہ ہے تیری ہی وجہ سے آج ہم پر روح القدس کا نزول ہوا ہے۔ یقیناً تو خداوند سے ملاقات کرتے ہی ولیہ بن جائے گی۔ اور بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

میرانو:"کیا ہمیں اس پرانی کلیسا میں جلدی کی ضرورت ہے۔ جہاں کے لیے روح القدس نے ارشاد فرمایا ہے"

راہب:"بھولی لڑکی! کیا اب بھی تم کو وہاں جانے میں کوئی شک ہے۔ جب کہ مقدس روح کہہ چکی ہے کہ صبح ہونے سے پہلے ہی اس مقام پر پہنچنا چاہیئے۔"

میرانو:"اچھا تو ازبلا کو تہ خانہ میں بند کردو اور چلنے کا سامان کرو۔"

راہب:"واہ وا! جس کے لیے مقدس روح یہاں آئی اور ہم کو خداوند سے ملاقات کرنے کا شرف حاصل ہوا اس کو تم یہاں چھوڑے جاتی ہو؟ دیکھو ازبلا پر خدا کا خاص فضل ہوا ہے۔ جس طرح مقدس پولوس پر فضل ہوا تھا کہ باوجود خداوند سے انتہائی دشمنی کے ان پر فضل و کرم ہوا۔ پس اُٹھو اور ازبلا کو ساتھ لو۔ اور کلیسا کو چلو۔"

حنانہ:"اگر ازبلا راستہ میں کہیں گم ہو جائے تو؟"

راہب:"(ہنس کر) خوب! پھر خداوند نے اپنی مقدس بارگاہ میں یونہی بلایا ہے؟ گویا خداوند کو اتنی بھی خبر نہیں کہ جس کو میں بُلا رہا ہوں وہ بھاگ جائے گی؟"

ارقیہ:"میرے خیال میں اب تاخیر مناسب نہیں کیونکہ روح القدس نے فرمایا ہے کہ بہت جلد وہاں پہنچو (آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر) اے لو میں تو پیارے روح القدس کو دیکھ رہی ہوں۔ اے خداوند تیرا نام مبارک (سب نے ہم آہنگ ہو کر باآواز بلند کہا) خداوند تیرا نام مبارک ہو۔"

راہب:"اچھا میں خانقاہ کے گدھوں کو کھلوا کر باہر کھڑا کرواتا ہوں اتنے میں تم تیار ہو جاؤ۔ گدھے بھی بس برق رفتار ہیں آدھ گھنٹے میں وہاں پہنچا دیں گے۔" یہ کہہ کر راہب نے چند خادموں کو بُلا کر گدھوں کو باہر نکالنے کا حکم دیا۔ چنانچہ فوراً اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ اور اپنے چلنے کو راز میں رکھا اور کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ راہب صاحب بڑے خوش تھے کہ ازبلا وہاں پہنچتے ہی اور خداوند مسیح کی زیارت کرتے ہی اپنے گناہوں سے توبہ کر کے مسیح کی صلیب کو اٹھائے گی اور لاٹ پادری (ازبلا کے والد صاحب) اس معجزہ کو دیکھ کر حیران رہ جائیں گے۔"

اب سب چلنے کو تیار ہو گئے۔ اور ازبلا، حنانہ، مرتھا، میرانو، ارقیہ اور راہب برق رفتار گدھوں پر سوار ہیں۔ میرانو کے کہنے سے احتیاطاً ازبلا کو وسط میں کر لیا گیا۔ پون گھنٹے کے بعد یہ سب حضرات کلیسائے پطرس میں پہنچ گئے۔ اس کلیسا میں ان مسیحی شہداءؔ کی لاشوں اور ہڈیوں کو رکھا جاتا تھا جو عالم مسیحیت میں ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ یہاں دُور دُور سے مسیحی خواتین برکتیں حاصل کرنے کے لیے آیا کرتی تھیں۔ جس طرح جاہل مسلمان اجمیر، پیران، کلیر اور نظام الدین دہلی جایا کرتے ہیں۔

صبح صادق کے نمودار ہونے میں ابھی بہت وقت باقی ہے اور کلیسا کا خوف ناک منظر دلوں میں ڈر اور خوف پیدا کر رہا ہے۔ ارقیہ اور راہب دو بڑے ڈھانچوں کے سامنے کلیسا میں گھستے ہی گر پڑے اور چیخیں مار مار کر رونے لگے۔ کیونکہ ان کو توقع تھی کہ صبح سے پہلے پہلے خداوند کی زیارت ہوگی اور روح القدس ان کو اپنے سینہ میں لگا لیں گے۔

ادھر تو نالۂ نیم شبی کا بازار گرم تھا اور دوسری طرف ازبلا اور اس کی تینوں سہیلیاں کسی اور ہی تدبیر میں مشغول تھیں۔ یکایک چاروں لڑکیوں نے ایک رسّی لی اور بہت سا پرانا گودڑ اپنی جیبوں سے نکالا اور فوراً راہب کو جو کسی ولی کے ڈھانچے کے سامنے پڑا۔ آہ و بکا کر رہا تھا جا کر پکڑ لیا۔ دو لڑکیوں نے راہب کے ہاتھ پکڑے اور دو نے پیر۔ ہاتھ اور پیر کو رسّی سے خوب جکڑ دیا اور منہ میں گودڑ ٹھونس دیا۔ وہ بے چارہ اس ناگہانی آفت پر واویلا بھی نہ مچا سکا۔ ارقیہ ایک دوسرے بت کے سامنے خداوند کی زیارت کے شوق میں سجدہ ریز تھی۔ راہب کا انتظام کرنے کے بعد یہ لڑکیاں ارقیہ کے پاس گئیں اور اس کے کان میں جا کر کہا "مقدس بہن! آؤ ہم تم کو خداوند کی زیارت کرائیں۔"

یہ سنتے ہی ارقیہ فوراً جوش سے ایک دم کھڑی ہو گئی اور جب بے بس راہب کے پاس پہنچی تو اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا "ہیں! یہ کیا؟"

ازبلا:"یہ تمہارے خداوند ہیں جن کی زیارت کے لیے یہاں آئی ہو۔"

یہ کہہ کر سب نے ارقیہ کو اپنے مستقبل سے آگاہ کیا اور اس کو اسلام کی تبلیغ کی اور کہا کہ اگر تم کو روحِ حق اور انسانِ کامل کی زیارت کرنی ہے تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُولُ اللّٰہِ پڑھو۔ ورنہ تمہارا مصنوعی خداوند قیامت تک تم کو نظر نہ آئے گا۔ یہ کہہ کر چاروں سہیلیاں گدھوں پر سوار ہو کر بسرعت تمام روانہ ہو گئیں۔

ان کے چلے جانے کے بعد ارقیہ سکتہ کے عالم میں کھڑی رہی۔ گویا اس کا عقل و شعور کھو گیا۔ آخر ٹمٹماتی ہوئی موم بتی کی روشنی میں راہب نے اس کو کسی طرح اشارہ کر کے متوجہ کیا اور ارقیہ نے اوّل تو اس کے منہ سے گودڑ نکالا اور پھر اس کے ہاتھ پیر کھولے۔ چیخنے چلانے پر دیگر زائرین اپنے حجروں سے باہر نکل کر آئے۔ مگر ازبلا اور اس کی سہیلیاں ان کو کہاں نظر آسکتی تھیں۔

ازبلا اپنی تینوں سہیلیوں (مرتھا، حنانہ اور میرانو) کے ساتھ کلیسائے پطرس سے نکل کر اور اپنے برق رفتار گدھوں کو سرپٹ دوڑا کر سیدھی عمر لجمی کے مکان پر پہنچیں اور عمر لجمی اور دیگر علماء کو گزرے ہوئے جملہ واقعات کی اطلاع دی۔ حضرت زیاد بن عمر کو بھی ان دلچسپ واقعات سے مطلع کیا۔ تمام مسلمانوں نے میرانو کی دانشمندی پر حیرت کا اظہار کیا اور عیسائیوں کے مظالم سے نجات پانے پر چاروں جوانوں کو مبارکباد دی۔ حضرت زیاد بن عمر کی مجلس میں جو روزانہ بعد نماز عشاء منعقد ہوتی تھی۔ یہ چاروں لڑکیاں حاضر ہوئیں جہاں اور بھی بڑے بڑے علماء کرام

باقی ص۲۵ پر

ضروری وضاحت

شمارہ نمبر ۴۷ میں میرے مضمون "نیا دام لائے پرانے شکاری" میں جھوٹے مدعی نبوت کے خلاف سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی طرف سے لشکر کی روانگی کا ذکر ہے اسے یوں پڑھنا چاہیئے کہ جھوٹے مدعی نبوت طلیحہ اسدی کے خلاف کمان سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے سنبھالی۔ اسی طرح شمارہ نمبر ۴۷ میں صفحہ ۱۷ کالم نمبر ۱ پر حضرت مولانا محمدی صاحب مدظلہ کی جو تقریر شائع ہوئی ہے اس میں بھی سہو ہو گیا ہے اسے بھی اسی طرح پڑھا اور سمجھا جائے

ادارہ

قادیانیت

انگریز کا خودکاشتہ پودا

گزشتہ سے پیوستہ

دو میں سولہ برس سے برابر اپنی تالیفات میں اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ مسلمانان ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض اور جہاد حرام ہے۔،،

(تبلیغ رسالت جلد سوم ص ۱۹۶ مصنف مرزا قادیانی)

یوں مرزا قادیانی اپنے فتنہ ساز قلم اور فتنہ پرور زبان سے حرمت جہاد پر حملہ آور ہوتا رہا اور جہاد کا وہ فرض عظیم جس کی ادائیگی کے لئے اللہ کا قرآن اور محمدؐ کے فرمان مسلمانوں کو بار بار پکار رہے ہیں۔ انہیں باطل قرار دیتا رہا۔ قوم مسلم جس نے تلواروں کے سائے تلے آنکھ کھولی ہے۔ انہیں سایہ صلیب میں کھینچ کھینچ کر لانے میں مصروف عمل رہا۔ انگریزی ٹٹو مرزا قادیانی نے انگریز کو اولی الامر قرار دے دیا۔

اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ خنزیر کھانے والے فرنگی کی اطاعت کو بھی فرض قرار دے دیا۔ ہندو پاک کے مسلمانوں کو غلامی کی ظلمات میں اسیر رکھنے والی ملکہ کو ،،نور،، کے نام سے پکارا۔ قرآن کے نسخے جلوانے اور علماء اسلام کی گردنیں کٹوانے والی خون آشام ملکہ کو رحمت کے نام سے موسوم کیا۔ بدطینت انگریز کو ملت اسلامیہ کا محسن قرار دیا۔ انگریزی سلطنت سے ٹکرانے والے حریت پسندوں کو خدا اور اس کے رسول کا سرکش قرار دیا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں سرفروشانہ حصہ لینے والے مجاہدین آزادی کو چور۔ قزاق اور حرامی کہا۔

امت میں جذبہ جہاد ابھارنے والے علمائے اسلام کی شان میں غلیظ گالیاں بک بک کر فرنگی کے کلیجے کو ٹھنڈا کیا۔،، انگریز کا چہیتا مرزا قادیانی انگریز کے جوتے چاٹتا اور اس کی چاپلوسیوں کے نغمے الاپتا اس حد تک قعرِ مذلت میں گر گیا کہ جھوٹے نبی کے جھوٹے پیروکاروں کو بھی شرم آگئی۔ لیکن مجسمہ بے حیائی ڈھٹائی مرزا قادیانی کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ ملاحظہ فرمائیے :-

حضرت مسیح موعود نے فخریہ یہ لکھا ہے کہ میری کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں میں نے گورنمنٹ کی تائید نہ کی ہو مگر مجھے افسوس ہے کہ میں نے غیروں سے نہیں بلکہ احمدیوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہمیں حضرت مسیح موعود کی ایسی تحریریں پڑھ کر شرم آجاتی ہے۔ انہیں شرم کیوں آتی ہے؟ اس لئے کہ ان کے اندر کی آنکھ نہیں کھلی۔

(ارشاد میاں محمود احمد الفضل بابت ۲۴ جولائی ۱۹۳۴ء)

موجودہ قادیانی نسل بھی مرزا قادیانی کی ان تحریروں کو پڑھے۔ اگر انہیں شرم آجائے تو مرزا قادیانی پر لعنت بھیج کر فوراً گلشن اسلام میں داخل ہوجائیں۔

تحریریں پیش خدمت ہیں :-

،،میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے۔ اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی تمام کتابوں کو عرب ممالک اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیرخواہ ہو جائیں۔،، (تریاق القلوب ص ۲۵۔ مصنف مرزا قادیانی)

،،سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خداتعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو سو وہ سلطنت۔ حکومت برطانیہ ہے،،

(شہادت القرآن۔ ص ۸۶۔ مصنف مرزا قادیانی)

،،خداتعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ حاصل ہے۔ نہ یہ امن مکہ مکرمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں،،

(تریاق القلوب۔ ص ۲۸۔ مصنف مرزا قادیانی)

،،اس لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں،،

(ضرورت الامام، ص ۲۳۔ مصنف مرزا قادیانی)

،،صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار...... اس خودکاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم احتیاط سے کام لے اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنا خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے،،

(مرزا قادیانی کی درخواست بحضور لیفٹیننٹ گورنر بہادر پنجاب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۷ ص ۱۹، مصنف مرزا قادیانی)

،،انگریزی سلطنت تمہارے لئے ایک رحمت ہے۔ تمہارے لئے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے۔ پس تم دل و جان سے اس سپر کی قدر کرو،،

(اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم، ص ۱۲۳، مصنف مرزا قادیانی)

،،گورنمنٹ برطانیہ کے ہم پر بڑے احسان ہیں اور ہم بڑے آرام اور اطمینان سے زندگی بسر کرتے اور مقاصد کو پورا کرتے ہیں......اور اگر دوسرے ممالک میں تبلیغ کے لئے جائیں تو وہاں بھی برٹش گورنمنٹ ہماری مدد کرتی ہے،، (برکات خلافت، ص ۶۵)

،،ہم اس سلطنت کے سایہ کے نیچے بڑے آرام اور امن

سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور شکر گذار رہیں اور یہ خدا کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں کسی ایسے ظالم بادشاہ کے حوالے نہیں کیا جو ہمیں پیروں کے نیچے کچل ڈالتا کچھ رحم نہ کرتا بلکہ اس نے ہمیں ایک ایسی ملکہ عطا کی ہے جو ہم پر رحم کرتی ہے اور احسان کی بارش سے اور مہربانی کے مینہ سے ہماری پرورش فرماتی ہے اور ہمیں ذلّت اور کمزوری کی پستی سے اوپر کی طرف اٹھاتی ہے۔"

(نور الحق حصہ اول ص ۴۔ مصنف مرزا قادیانی)

"پس میں دعویٰ کرسکتا ہوں کہ میں ان خدمات میں یکتا ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں ان تائیدات میں یگانہ ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اس گورنمنٹ کے لئے بطور ایک تعویذ کے ہوں اور بطور ایک پناہ کے ہوں جو آفتوں سے بچاوے۔"

(نور الحق ص ۳۴۔ مصنف مرزا قادیانی)

"ہم پر اور ہماری ذریت پر فرض ہوگیا ہے کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے شکر گذار رہیں۔"

(ازالہ طبع دوم حاشیہ، ص ۵۶)

"وہ ابر رحمت کی طرح خدا تعالیٰ برطانوی حکومت کو دور سے لایا۔ جس کا شکر ہر فرد ہندوستانی پر فرض عین سے بھی بڑھ کر فوقیت رکھتا ہے۔" (ازالہ اوہام، مصنف مرزا قادیانی)

"اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام خدا اور رسولؐ سے سرکشی کرتے ہیں۔"

(رسالہ بعنوان "گورنمنٹ کی توجہ کے لائق"، مصنف مرزا قادیانی)

"میں اپنی جماعت کو حکم دیتا ہوں کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل سمجھتے ہوئے دل کی سچائی سے ان کی اطاعت کریں۔"

(ضرورت الامام، ص ۲۳، مصنف مرزا قادیانی)

"میرے مریدوں کی ایک جماعت تیار ہوئی ہے جو اس گورنمنٹ کے دلی جاں نثار ہیں۔"

(گورنمنٹ کی خدمت میں عریضہ تبلیغ رسالت، جلد ششم، ص ۹۵، مصنف مرزا قادیانی)

"اس پاک جماعت (فرقہ احمدیہ) کے وجود سے گورنمنٹ برطانیہ کے لئے انواع و اقسام کے فوائد مقصود ہوں گے۔"

(ازالہ اوہام، ص ۵۴۹۔ ۵۶۱، مصنف مرزا قادیانی)

"اور میں گورنمنٹ (برطانیہ) کی پولیٹیکل خدمت و حمایت کے لئے ایسی جماعت تیار کر رہا ہوں جو آڑے وقت میں گورنمنٹ کے مخالفوں کے مقابلے میں نکلے گی۔"

(الہامی قاتل تبرا، جلد ۸، ص ۵)

"غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیک نامی حاصل کردہ اور مورد کرم گورنمنٹ ہے اور یا وہ لوگ جو میرے اقارب یا خدام میں سے ہیں ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد علماء کی ہے جنہوں نے میری اتباع میں وعظوں سے ہزاروں دلوں میں گورنمنٹ کے احسانات جمادیئے ہیں۔"

(تبلیغ رسالت جلد ہفتم، مصنف مرزا قادیانی)

"ہمیں اس گورنمنٹ کے آنے سے وہ دینی فائدہ پہنچا کہ سلطان روم کے کارناموں میں اس کی تلاش کرنا عبث ہے۔"

(اشتہار مرزا قادیانی مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہشتم، ص ۵)

"بلکہ اس گورنمنٹ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں کہ اگر ہم یہاں سے نکل جائیں تو نہ ہمارا مکہ میں گزارا ہوسکتا ہے اور نہ قسطنطنیہ میں۔"

(ارشاد مرزا قادیانی مندرجہ ملفوظات احمدیہ جلد اول، ص ۱۴۶)

"میں اپنے کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں نہ روم میں نہ شام میں نہ ایران میں نہ کابل میں مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لئے دعا کرتا ہوں۔"

(اشتہار مرزا قادیانی مورخہ ۲۲، مارچ ۱۸۹۷ء)

"یہ تو سوچو اگر تم اس گورنمنٹ کے سائے سے باہر نکل جاؤ تو پھر تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے۔ ہر ایک اسلامی سلطنت تمہیں قتل کرنے کے لئے دانت پیس رہی ہے کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کافر اور مرتد ٹھہر چکے ہو۔"

(تبلیغ رسالت جلد دہم، ص ۱۲۳، مصنف مرزا قادیانی)

"جب تک جماعت احمدیہ نظام حکومت سنبھالنے کے قابل نہیں ہوتی اس وقت تک ضروری ہے کہ اس دیوار (انگریزی حکومت) کو (اپنی حمایت و نصرت سے) قائم رکھا جائے۔"

(الفضل قادیان، ۳، جنوری ۱۹۴۵ء بیان مرزا بشیر الدین محمود)

مندرجہ بالا تحریرات کو جب ہم دیکھتے ہیں تو مرزا قادیانی کہیں اپنے باپ دادا کی مسلمانوں سے غداریوں اور انگریزوں سے وفاداریوں پر نازاں نظر آتا ہے۔ کہیں خود کو انگریز کا خود کاشتہ پودا لکھ کر خوشی سے رقص کرتا دکھائی دیتا ہے۔ کہیں فرنگی کی حمایت و تائید میں کتابیں لکھ کر انہیں بیرون ممالک میں بھیج کر اپنی شخصیت پر فخر کرتا نظر آتا ہے۔ کہیں ملکہ کے گلے کا تعویذ بن کر لٹک رہا ہے۔ کہیں انگریزی سلطنت کی حفاظت کے لئے خون بہا دینے کا اعلان کرکے اپنی بہادری و شجاعت کی خود ساختہ تاریخ رقم کر رہا ہے اور کہیں انگریزی حکومت کے تحفظ کے لئے اپنے چیلے چانٹوں کی فوج تیار کرکے دربار فرنگ میں اپنی قیمت میں اضافہ کر رہا ہے۔ ہم تو اس ننگ دین وملت کے بارے میں یہی کہہ سکتے ہیں۔

ہے بلاغت آفریں اس کی ہر اک بات
عبارت کیا، اشارت کیا، ادا کیا

قادیانیوں کی یہ ضمیر فروشی، وطن فروشی، ایمان فروشی، غیرت فروشی اور قوم فروشی کس لئے تھی؟

اس لئے کہ قادیانیت اور فرنگیت ایک ہی چیز کے دو نام تھے۔ دونوں کا کام ایک تھا۔ دونوں کا سفر ایک تھا۔ دونوں کی منزل ایک تھی اور وہ تھی کرہ ارض سے اسلام اور مسلمان کا خاتمہ!

ان میں سے ایک سفاک قاتل تھا دوسرا اس کی تیغ جفا۔ ایک تیر انداز تھا دوسرا زہر میں بجھا ہوا تیر۔ ایک زہر ساز تھا دوسرا زہر فروش۔ ایک سانپ دوسرا اس کو پالنے والا۔ المختصر ایک چور تھا اور دوسرا چور کا مال! چور اور چور کی ماں میں کتنا گہرا تعلق تھا وہ بحوالے اس بیان سے واضح ہوجاتا ہے۔

"دینی طور پر ہماری جماعت کے جو تعلقات گورنمنٹ کے ساتھ ہونے چاہئیں ان کو حضرت مسیح موعود ہی سب سے بہتر سمجھ سکتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اس کے متعلق خوب کھول کھول کر لکھا ہے۔ حتیٰ کہ آپ لکھتے ہیں کہ میں نے کوئی کتاب نہیں لکھی جس میں گورنمنٹ کی وفاداری کی طرف توجہ نہ دلائی ہو۔ پھر فرماتے ہیں گورنمنٹ کے سکھ کو اپنا سکھ، گورنمنٹ کی تکلیف کو اپنی تکلیف، گورنمنٹ کی ترقی اپنی ترقی گورنمنٹ کے تنزل کو اپنا تنزل سمجھنا چاہئے۔"

(بشیر الدین محمود کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

(جلد ۴ نمبر ۷. مورخہ ۶ مارچ ۱۹۱۷ء)

ے ہوتا ہے ایک پل میں کھنڈر دل بسا ہوا
پانی بھی مانگتا نہیں تیرا ڈسا ہوا !!!

مرزا قادیانی نے اپنی ساری زندگی فرنگی کے دربار کا طواف کرتے کرتے گزار دی۔ اس کے قلم و زبان گورنمنٹ برطانیہ کے استحکام کے لئے ہمیشہ متحرک رہے۔ جس بات کا اس کا آقا اشارہ کرتا وہ وہی بک بک شروع کر دیتا۔ جس چیز کے بارے میں اس کا مالک حکم دیتا وہ وہی لکھ مارتا۔ اس کو انگریزی نبوت عطا کرنے والا اسے جہاں بلاتا وہ اپنی ٹپاری سمیت حاضر خدمت ہو جاتا۔ وہ ہمیشہ انگریز کے اشارہ ابرو پہ ناچتا رہا۔ غرضیکہ وہ انگریزی روبوٹ تھا اور انگریز اسے اپنے حسب منشا استعمال کرتا رہا۔ یہ تو تھی مرزا قادیانی کی تابعداری و وفاداری۔ اس کے جواب میں انگریز نے بھی اس پر اپنے انعام و اکرام کا موسلا دھار مینہ برسایا۔ اس کی جیب کو سیم و زر سے گرم رکھا۔ زمینوں سے نوازا۔ اس کی اولاد کو صحیح مرتد بنانے کے لئے اور اپنا کام چلانے کے لئے انہیں بہترین ارتدادی تعلیم و تربیت بہم پہنچائی۔ اس کے ذوق کو مدنظر رکھتے ہوئے شراب و کباب کا بندوبست کیا۔ اس کی آتش ہوس کو بجھانے کے لئے خوبرو دوشیزائیں اس کے گھر پر ہمیشہ پہنچائیں۔ اپنے چہیتے کی خدمت کے لئے زنانہ و مردانہ نوکروں کا بندوبست کیا۔ سرکاری دفاتر اور حکومت کے اعلیٰ حلقوں میں اسے ایک فرد خانہ کی حیثیت سے متعارف کرایا۔ اس کے چیلے چانٹوں کو اعلیٰ سرکاری عہدوں سے نوازا گیا۔ اس کے مخالفوں کو اذیت ناک سزائیں دیں۔ اس کی شیطانی تصانیف کو شائع کرنے کے لئے زر کثیر خرچ کیا اس کی ذات کی حفاظت کیلئے مسلح دستے مقرر رکھے اور اس کے برپا کردہ "فتنہ ارتداد" کو اپنی سنگینوں کے سائے تلے پروان چڑھایا۔ فرنگی یہ سب کچھ کرتا بھی کیوں نہ ؟ آخر یہ اس کا خود کاشتہ پودا تھا۔ اسی نے بویا تھا۔ لہٰذا حفاظت بھی اسی کے ذمہ تھی۔ فرنگی نے جس طرح قادیانیوں کو تحفظ دیا اور ان پر اپنی نوازشات کی بارش رکھی ان کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں :-

میاں معراج الدین صاحب عمر نے بواسطہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود ایک مقدمہ فوجداری کی جوابدہی کے لئے جہلم جا رہے تھے۔ یہ مقدمہ کرم دین نے حضور اور حکیم فضل الدین صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب کے خلاف توہین کے خلاف کیا ہوا تھا۔ اس سفر کی مکمل کیفیت تو بہت طول چاہتی ہے۔ میں صرف چھوٹی سی ایک لطیف بات عرض کرتا ہوں جس کو بہت کم دوستوں نے دیکھا ہوگا۔ جب حضور لاہور ریلوے اسٹیشن پر گاڑی میں پہنچے تو آپ کی زیارت کیلئے اس کثرت سے لوگ جمع تھے جس کا اندازہ محال ہے۔ کیونکہ نہ صرف پلیٹ فارم بلکہ باہر کا میدان بھی بھرا پڑا تھا۔ اور گویا نہایت منتوں سے دوسروں کی خدمت میں عرض کرتے تھے کہ ہمیں ذرا چہرہ کی زیارت اور درشن تو کر لینے دو۔ اس اثنا میں ایک شخص جن کا نام منشی احمد الدین صاحب ہے۔ (جو گورنمنٹ کے پنشنر ہیں اور اب تک بفضلہ زندہ موجود ہیں اور ان کی عمر اس وقت دو تین سال کم ایک سو برس کی ہے لیکن قویٰ اب تک اچھے ہیں اور احمدی ہیں) آگے آئے جس کھڑکی میں حضور بیٹھے ہوئے تھے وہاں گورہ پولیس کا پہرہ تھا اور ایک سپرنٹنڈنٹ کی حیثیت کا ایک افسر اس کھڑکی کے عین سامنے

خالص اور سفید

صاف و شفاف

شکر (چینی)

باوانی شوگر ملز لمیٹڈ کراچی

پتہ

حبیب اسکوائر — ایم اے جناح روڈ [بندر روڈ] کراچی

کھڑا نگرانی کر رہا تھا کہ اتنے میں جرأت سے بڑھ کر منشی احمد الدین صاحب نے حضور سے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ یہ دیکھ کر فوراً پولیس افسر نے اپنی تلوار کو الٹے رخ پر اس کی کلائی پر رکھ کر کہا کہ پیچھے ہٹ جاؤ۔ اس نے کہا کہ میں ان کا مرید ہوں۔ اس افسر نے جواب دیا کہ اس وقت ہم ان کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں ہم اس لئے ساتھ ہیں کہ بٹالہ سے جہلم اور جہلم سے بٹالہ تک بحفاظت تمام ان کو واپس پہنچا دیں۔ ہمیں کیا معلوم ہے کہ تم دوست ہو یا دشمن۔ ممکن ہے کہ تم اس بھیس میں کوئی حملہ کر دو اور نقصان پہنچاؤ۔ بس یہاں سے فوراً چلے جاؤ۔" (سیرت المہدی جلد ۳، ص ۲۰۹ مصنف مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

جی ہاں! حفاظت کیوں نہ کریں اتنی محنت سے تو نبی بنایا تھا کوئی آ کے حملہ کرے اور انگریزی نبی کو ٹھنڈا کر دے اور اس کے ساتھ ہی انگریز بہادر کی آرزؤں کا خون ہو جائے۔ ایک اور پہلو انتہائی قابل توجہ ہے کہ انگریز اپنے بنائے ہوئے نبی کی حفاظت ہندوستانی پولیس سے نہیں کراتا۔ بلکہ اس کی حفاظت کا ذمہ گورہ پولیس کے سپرد دیتے۔ چاہے نبی زندہ ہو یا اس کی ارتھی جا رہی ہو۔ تھا جو ۴۲۰۔۷۱!

مرزا قادیانی ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو مرض ہیضہ میں مبتلا ہو کر قے اور دستوں میں نقد جان ہار گیا۔ بعد از موت دونوں راستوں سے غلاظت بہہ رہی تھی۔ سارق نبوت کا جنازہ لاہور میں اس کے ایک معتقد کے گھر میں تعفن کا باعث بنا ہوا تھا۔ جب مرزے کی عبرت ناک موت کی خبر باہر نکلی تو لاہور کے منچلوں نے خوشی سے بھنگڑا ڈالا اور مرزے کی ارتھی نکلنے سے پہلے مظاہرے کا پروگرام رکھا۔ مرزے کی ارتھی لاہور سے قادیان جانی تھی۔ اس لئے لاہور کے باسیوں نے ان سڑکوں پر واقع مکانوں کی چھتوں پر کوڑا کرکٹ جمع کر لیا جن سڑکوں سے اس گستاخ رسول کی لاش گزرنا تھی تاکہ نبوت کے اس ڈاکو کی میت پر کوڑا پاشی کی جا سکے۔ جب یہ اطلاع جھوٹی نبوت کے خالق فرنگی تک پہنچی تو اپنے لاڈلے اور چہیتے کی محبت میں فرنگی دیوانہ ہو گیا اور اس نے فوراً سخت حفاظتی انتظامات کا بندوبست کیا۔ لہٰذا انگریز سپاہیوں کے پہرے میں انگریزی نبی کی ارتھی لاہور سے قادیان پہنچائی گئی اور قادیان کی یہ غلاظت قادیان ہی میں دفن ہو گئی۔ لیکن تاریخ گواہ ہے کہ انگریز سپاہیوں کے سخت پہرے کے باوجود لاہور کے عاشقان رسول ﷺ نے اس موذی کی ارتھی پر کوڑے اور غلاظت کے ٹوکرے پھینک کر شفاعت محمدی ﷺ کا حق محفوظ کر لیا۔ یہ کوڑا کرکٹ جھوٹے نبی پر بھی پڑا اور حفاظت پر مامور انگریز سپاہیوں پر بھی۔ بعد میں انگریز سپاہیوں کو وردیاں دھونے کے لئے صابن کی ٹکیاں سرکاری طور پر ادا کی گئیں۔

قادیانی تو مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو قتل کرتے قرآن کا مذاق اڑاتے۔ احادیث کا تمسخر اڑاتے۔ عقیدہ ختم نبوت پر پھبتیاں کستے۔ معاشی اور معاشرتی طور پر مسلمانوں کے حق پر ڈاکہ زنی کرتے۔ لیکن اگر کبھی مسلمان ان ظالموں کی طرف ہاتھ بڑھاتے اور ان کی ناک رگڑتے تو انگریز اپنی اس نادر تخلیق کی حفاظت کے لئے فوراً سخت قدم اٹھاتا۔

ایک حوالہ ملاحظہ ہو:۔

"چند ہی دنوں کا ذکر ہے کہ ہمارے مالابار کے احمدیوں کی حالت بہت تشویشناک ہو گئی تھی۔ ان کے لڑکوں کو سکولوں میں آنے سے بند کر دیا گیا۔ مردے دفن کرنے سے روک دیئے گئے۔ چنانچہ ایک مردہ کئی روز تک پڑا رہا۔ مسجدوں سے روک دیا گیا...... گورنمنٹ نے احمدیوں کی تکلیف دیکھ کر اپنے پاس زمین دی کہ اس میں مسجد اور قبرستان بنا لو۔ ڈپٹی کمشنر نے یہ حکم دیا کہ اب اگر احمدیوں کو کوئی تکلیف ہوئی تو مسلمانوں کے جتنے لیڈر ہیں ان سب کو نئے قانون کے ماتحت ملک بدر کر دیا جائے گا۔"

(انوار خلافت صفحہ ۹۴، ۹۵ مصنف میاں محمود احمد)

اقتدار فرنگی میں قادیانیوں کی سرکاری اداروں میں کیا وقعت و اہمیت تھی اور ملازمتوں کے دروازے ان کے لئے کس طرح کھل جاتے تھے۔ صرف ایک واقعہ ہی حقیقت کے چہرے سے نقاب الٹ دیتا ہے۔

"ایک شخص جو کچھ مدت سے ایک احمدی کے پاس رہتا تھا۔ ملازمت سے پہلے ایک برطانوی افسر کے پاس گیا۔ جب مذکورہ افسر نے درخواست کنندہ کے حالات دریافت کئے اور پوچھا کہ کہاں رہتے ہو؟ تو اس شخص نے جواب دیا کہ "فلاں احمدی کے پاس" افسر نے پوچھا۔ کیا تم بھی احمدی ہو؟ امیدوار نے جواب دیا "نہیں جناب" اس پر افسر نے کہا۔ افسوس! تو اتنی دیر احمدی کے پاس رہا مگر سچائی کو اختیار نہیں کیا۔ جاؤ پہلے احمدی بنو پھر فلاں تاریخ کو آنا۔"

(الفضل، جون ۱۹۱۹ء)

زمانہ کئی مسافتیں طے کر گیا۔ زمین نے کتنی گردشیں مکمل کیں۔ آسمان نے کتنی کروٹیں لیں۔ سورج ہزاروں مرتبہ مشرق کی کوکھ سے طلوع ہو کر مغرب کی لحد میں ڈوب گیا۔ مہتاب کتنی مرتبہ اپنے درخشندہ مکھڑے سے اندھیری راتوں کو منور کر کے سو گیا۔ ستاروں نے کتنی مرتبہ چرخ نیلوفری پر اپنی حسین بزمیں سجائیں اور برخاست کیں۔ لیکن ایک عہد کے پرانے کفر کے یارانے ابھی تازہ ہیں۔ نبی بنانے والے اور نبی بننے والے آج بھی بغل گیر ہیں اور ایک دوسرے کا منہ چوم رہے ہیں۔ ان کے دل ایک ساتھ دھڑکتے ہیں۔ چوٹ ایک کو لگتی ہے چیخ دوسرے کے منہ سے نکلتی ہے۔ نقصان ایک کا ہوتا ہے۔ آنسو دوسرا بہاتا ہے۔ مثالیں تو بے شمار ہیں لیکن بطور نمونہ چند حقائق پیش خدمت!

"سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے اپنے اقتدار کے آخری ایام میں قادیانیت کے نباض آغا شورش کاشمیریؒ کو بتایا کہ برسر اقتدار آنے کے بعد جب میں پہلی مرتبہ سربراہ مملکت کی حیثیت سے امریکہ کے دورہ پر گیا تو امریکی صدر نے مجھے ہدایت کی کہ پاکستان میں قادیانی جماعت ہمارا گروہ ہے۔ آپ ہر لحاظ سے ان کا خیال رکھیں۔ دوسری مرتبہ جب میں امریکہ کے سرکاری دورہ پر گیا تو دوبارہ پھر یہی ہدایت ملی۔ بھٹو نے کہا یہ بات میرے پاس قومی امانت تھی۔ ریکارڈ کے لئے پہلی مرتبہ انکشاف کر رہا ہوں۔"

(قادیانیت کا سیاسی تجزیہ از صاحبزادہ طارق محمود)

ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرا کر انسانیت کے پرخچے اڑا دینے والے سفاک۔ قادیانیوں کے بارے میں کتنا نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ حیرت ہے! تعجب ہے!

۱۹۴۷ء میں جب برطانوی سامراج نے ہندوستان سے کوچ کرنے کے لئے بوریا بستر باندھا تو سے ایک ہی فکر دامن گیر تھی کہ امت مرزائیہ جو مسلمانوں میں گھس کر کام کر رہی ہے۔ ان کے چلے جانے کے بعد بھی یہ فرائض تبلیغ سر انجام دیتی رہے گی۔ ان کا پاکستان میں مستقبل کیا ہو گا؟ آخر پاکستان کے اندر قادیانیوں کی ایک ریاست قائم کرنے کا خطرناک

منصوبہ تیار کیا۔ انگریز گورنر سر فرانسس موڈی نے قادیانیوں کو تعمیر ریاست کے لئے ۱۰۳۴ ایکڑ سات کنال آٹھ مرلے اراضی کو پرانا آنہ فی مرلہ کے حساب سے عطا کر کے جہنم میں جلتے ہوئے مرزا قادیانی کی روح کو تحفہ بھیجا۔ ربوہ میں قادیانیوں کو ٹھاٹھ باٹھ کی زندگی گزارنے کے لئے تمام لوازمات مہیا کئے گئے۔ دور دور سے قادیانیوں کو لا کر یہاں آباد کیا گیا۔ بہت سے مسلمانوں کو زمین دے کر مرزائی بنا لیا گیا۔ پاکستان میں رہنے والے مسلمان بھی ربوہ میں داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ شہر ربوہ میں قادیانیوں کی اپنی حکومت تھی۔ اور قادیانیوں کے خلیفہ کا ہر حکم قانون کا درجہ رکھتا تھا۔ ۱۹۷۴ء میں امت کی تاریخی جدوجہد کے نتیجہ میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو کافر قرار دے دیا اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دے دیا گیا۔ لیکن آج بھی ربوہ شہر عملی طور پر قادیانیوں کے زیر تسلط ہے۔ پوری دنیا میں ارتدادی لٹریچر ربوہ سے روانہ کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں تخریب کاری کے منصوبے ربوہ ہی میں تیار کئے جاتے ہیں۔ بھارت اور اسرائیل کے جاسوسوں کی پناہ گاہ بھی ربوہ ہی ہے۔۔۔۔۔ ربوہ ہی فرنگی کا وہ تعمیر کردہ قلعہ ہے جس کے اندر بیٹھے قادیانی عیش وعشرت کی زندگی گزار رہے ہیں اور کفر وارتداد کے تیروں سے ملت اسلامیہ کے جگر کو گھائل کر رہے ہیں اور اپنے آقا کا شکریہ ادا کر رہے ہیں۔

مکار انگریز کی دوسری خواہش اقتدار پاکستان میں قادیانیوں کی شمولیت تھی۔ تاکہ اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے اندرونی راز صبح وشام اس تک پہنچتے رہیں اور قادیانی امت معاشی ومعاشرتی لحاظ سے مضبوط اور مستحکم ہو سکے۔ لہذا ایک سازش کے تحت بدنام زمانہ قادیانی سر ظفر اللہ خان کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ مقرر کرایا۔ وزارت خارجہ ایسے اہم قلمدان پر قابض ہونے کے بعد غدار پاکستان ظفر اللہ خان نے بیرون ملک پاکستانی سفارت خانوں میں قادیانی افسران کا جال بچھا دیا۔ بیرونی یونیورسٹیوں میں سرکاری وظائف پر قادیانی طلبہ کو اعلیٰ تعلیم کے لئے بھیجا۔ اندرون ملک اپنا اور اپنے آقا کا اثر ورسوخ استعمال کرتے ہوئے قادیانیوں کو کلیدی عہدوں پر بٹھایا۔ تھوڑی ہی مدت میں پاکستان کی اکثر کلیدی آسامیوں پر قادیانی سانپ لہراتے نظر آنے لگے اور فتنہ قادیانیت نے پاکستان میں مضبوط قدم جما لئے۔ انگریز اپنے خود کاشتہ پودے، کو پاکستان میں ایک تناور درخت کے روپ میں دیکھ کر خوشی سے لوٹ لوٹ گیا۔

اسرائیل میں کوئی مذہبی مشن کام نہیں کر سکتا۔ لیکن اسرائیل میں قادیانی مشن کھلے عام مصروف عمل ہے۔ اور اس پر طرہ یہ کہ اسے اسرائیل کی سرپرستی حاصل ہے۔ اسرائیل قادیانیوں کے لئے ننھیال ہے۔ قادیانیوں کو کوئی تکلیف پہنچے تو اسرائیل تڑپ اٹھتا ہے۔ اس کے جواب میں کہوٹہ ایٹمی پلانٹ، پاکستان اٹامک انرجی کمیشن اور افواج پاکستان میں اعلیٰ عہدوں پر تعینات قادیانی ان اداروں کے خفیہ راز اسرائیل پہنچانے کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ یہ ہے دو دوستوں کا آپس میں تحائف کا تبادلہ!

پاکستان میں جب قادیانیوں پر شعائر اسلامی کے استعمال پر پابندی لگائی گئی تو امریکہ بہادر اپنے بچوں پر یہ قدغن برداشت نہ کر سکا تو امریکہ نے پاکستان پر معاشی دباؤ ڈالتے ہوئے ۱۹۸۷ء میں امریکی امداد کی یہ شرط عائد کر دی گئی کہ "امریکی صدر ہر سال اس مفہوم کا سرٹیفکیٹ جاری کریں گے کہ حکومت پاکستان اقلیتوں مثلاً احمدیوں کو مکمل شہری اور مذہبی آزادیاں دینے کی روش سے باز آ رہی ہے اور ایسی تمام سرگرمیاں

ختم کر رہی ہے جو مذہبی آزادیوں پر قدغن عائد کرتی ہیں۔"

(بحوالہ روزنامہ جنگ ۵ رمئی ۱۹۸۰ء)

نوبل پرائز یہودی لابی کی جیب کی ریوڑیاں ہیں جنہیں وہ اندھے کی طرح اپنوں ہی میں تقسیم کرتے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالسلام بھی ان کے جگر کا ٹکڑا ہے۔ لہٰذا شعبہ فزکس میں نوبل پرائز کی ایک ریوڑی اسے بھی تھما دی گئی ہے۔ تاکہ دنیا میں اسے سرفراز اور مشہور کیا جا سکے۔ اور وہ کسی کلیدی آسامی پر بیٹھ کر بین الاقوامی سطح پر قادیانیت کی تبلیغ و تشہیر کر سکے۔ نیز قادیانیت سے جھگڑے کو چلانے کے لئے بھاری فنڈز حاصل کر سکے۔ یہ ایک کافر کا دوسرے کافر پر احسان تھا۔ مبلغِ قادیانیت کو نوبل انعام ملنے پر تبصرہ کرتے ہوئے فخرِ ملتِ اسلامیہ ڈاکٹر عبدالقدیر فرماتے ہیں:-

"وہ بھی نظریات کی بنیاد پر دیا گیا۔ ڈاکٹر عبدالسلام ۱۹۵۷ء سے اس کوشش میں تھے کہ انہیں نوبل انعام ملے۔ آخرکار آئن سٹائن کی صد سالہ یوم وفات پر ان کا مطلوبہ انعام انہیں دے دیا گیا۔ دراصل قادیانیوں کا اسرائیل میں باقاعدہ مشن ہے جو ایک عرصے سے کام کر رہا ہے۔ یہودی چاہتے تھے کہ آئن سٹائن کی برسی پر اپنے ہم خیال لوگوں کو خوش کر دیا جائے۔ سو ڈاکٹر عبدالسلام کو بھی انعام سے نوازا گیا۔"

(ہفت روزہ چٹان لاہور ۲۰ فروری ۱۹۸۶ء)

کس کس سے چھپاؤ گے تحریک ریاکاری
محفوظ ہیں تحریریں مرقوم ہیں تقریریں
اک پردہ وفاداری صد سازش غداری
تعمیر کی آوازیں تخریب کی تدبیریں

۱۹۸۹ء میں انسانی حقوق کی دعوے دار تنظیم "ایمنسٹی انٹرنیشنل" کا ایک وفد پاکستان آیا۔ جس نے صدر پاکستان وزیر اعظم پاکستان اور دیگر اہم شخصیات سے ملاقاتیں کیں اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ پاکستان میں قادیانیوں کے حقوق پامال ہو رہے ہیں۔ انہیں معاشرہ میں ان کے حقوق دیئے جائیں۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا ظلم ہے۔ اس لئے انہیں دوبارہ مسلمان تسلیم کیا جائے۔ حالانکہ ایمنسٹی انٹرنیشنل کو اس بات کا بخوبی علم ہے۔ کہ ۱۹۷۴ء کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔ لیکن ایمنسٹی انٹرنیشنل قادیانیوں کی ہمدردی اور وکالت میں اس قدر سرگرم ہے کہ ذرا سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا پاس ہے اور نہ آئین پاکستان کے تقدس کا خیال۔ وہ تو قادیانیت کے عشق میں دیوانگی دکھاتے ہوئے کھلم کھلا مداخلت پر تلی ہوئی ہے۔ حالانکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ قادیانی پاکستان میں پہلے ہی مسلمانوں کے حقوق غصب کئے کلیدی عہدوں پر فائز ہیں۔ اور ٹھاٹھ سے زندگی گزار رہے ہیں کیا ایمنسٹی انٹرنیشنل صرف یہود و نصاریٰ اور قادیانیوں کے حقوق کی محافظ تنظیم ہے یا ساری انسانیت کی؟ ایمنسٹی انٹرنیشنل کو مزے میں بیٹھے ہوئے قادیانیوں کے فرضی حقوق کی تو بہت فکر ہے۔ لیکن کیا افغانستان میں ذبح ہوتی انسانیت۔ مقبوضہ کشمیر میں غلام انسانیت۔ فلسطین میں مجروح انسانیت۔ بخارا و سمرقند میں زنجیروں میں جکڑی انسانیت۔ آذربائی جان میں سسکتی ہوئی انسانیت اور بلغاریہ میں روتی ہوئی انسانیت اسے نظر نہیں آتی؟

"مجاہد ختم نبوت مولانا محمد اسلم قریشی کے مقدمہ اغواء کے سلسلے میں جب حکومت کے تفتیشی ہاتھ قادیانی گرو گھنٹال مرزا طاہر کی طرف بڑھے اور حکومت نے اس خاندانی مجرم کو گرفتار کرنا چاہا تو وہ راتوں رات فرار ہو کر اپنی نانی کی گود میں لندن جا پہنچا۔ ننھیال نے اپنے لاڈلے فرزند کے دست و پا چومے اور ہر طرح کی مدد اور تحفظ فراہم کیا۔ سوال یہ اٹھتا ہے کہ مرزا طاہر فرار ہو کر کسی اسلامی ملک میں کیوں نہ گیا؟ جواباً عرض ہے کہ اگر مرزا طاہر فرار ہو کر کسی اسلامی ملک میں جاتا تو انٹرپول کے ذریعے اسے فوراً گرفتار کر کے پاکستان لایا جاتا اور قادیانی گرو جیل کی ہوا کھاتا۔ لیکن وہ تو سیدھا بھاگا ہی وہاں جہاں سے اس کے مرتد دادا کو جھوٹی نبوت ملی تھی۔ مرزا طاہر نے لندن میں اسلام آباد کے نام سے اپنا مرکز قائم کر رکھا ہے اور دندناتا ہوا اپنا ارتداد کی مشن چلا رکھا ہے۔ اب فرنگی کا دوسرا پالتو شیطان رشدی بھی اپنے فرنگی محافظوں کی حفاظت میں بیٹھے مسلمانوں کا منہ چڑا رہے ہیں۔ فرنگی حفاظت کیوں نہ کرے ہم دونوں اسی کے شاہکار ہیں۔ دونوں کو زبان خلیفہ آکا نے عطا کی ہے۔ دونوں اسی کے مشن کو چلا رہے ہیں۔ لہٰذا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے کارندوں کی حفاظت کرے!

قادیانیوں کی مثال کنگروں کے بچوں کی طرح ہے۔ جو کھیل کود اور شرارتوں میں مصروف رہتے ہیں اور جونہی کوئی خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ تو سر پہ پاؤں رکھ کر بھاگتے ہیں اور ماں کے پیٹ کے ساتھ بنی ہوئی تھیلی میں دب کر بیٹھ جاتے ہیں۔ بالکل ایسے ہی قادیانی اپنی انسانیت کش سرگرمیوں میں جتے رہتے ہیں اور جونہی کوئی خطرہ محسوس کرتے ہیں، تو فوراً نانی کے گھر (لندن) ماں خانے میں جا گھستے ہیں اور خطرہ ٹل جانے پر پھر باہر نکل کر اپنے تخریبی کاموں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ جب سے پاکستان معرض وجود میں آیا ہے۔ تب سے قادیانی اس مملکت خداداد پر قبضہ کرنے کے لئے تڑپ رہے ہیں۔ اس انتظار میں ان کے دن انگاروں اور راتیں کانٹوں پر گزر رہی ہیں۔ زمام اقتدار سنبھالنے کے لئے کئی سازشیں تیار کیں۔ لیکن ربِ خاتم النبیینؐ نے جناب خاتم النبیینؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس نام پر بننے والے اس ملک کو ہر سازش سے صاف بچا لیا اور قادیانی حملہ آور اور ان کی پشت پناہی کرنے والے یہود و نصاریٰ خائب و خاسر ہو کر رہ گئے۔ مندرجہ ذیل حوالوں سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ قادیانی شروع سے انگریز کی اولاد ہونے کے ناطے ہندوستان پر حکومت کے خواب دیکھ رہے تھے۔ لیکن آزادی کے پروانوں نے ان کے سارے خواب خاک میں ملا دیئے۔ پاکستان بننے کے بعد انہوں نے پھر سے سہانے سپنے دیکھنے شروع کر دیئے۔

حوالہ جات پیش خدمت!

"ہمیں احمدی حکومت قائم کرنا چاہیئے۔"

(الفضل، ۲۴ فروری ۱۹۲۲ء، خلیفہ قادیان مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر)

"اس وقت تک کہ تمہاری بادشاہی قائم نہ ہو جائے، تمہارے راستے سے یہ کانٹے ہرگز دور نہیں ہو سکتے۔"

(الفضل قادیان ۸ جولائی ۱۹۲۲ء)

"ہم فتح یاب ہوں گے۔ ضرور تم مجرموں کی طرح ہمارے سامنے پیش ہو گے۔ اس وقت تمہارا حشر بھی وہی ہوگا جو فتح مکہ کے دن ابوجہل اور اس کی پارٹی کا ہوا۔"

(اخبار الفضل ۳ جنوری ۱۹۵۲ء) "حالانکہ ابوجہل جنگ بدر میں واصل جہنم ہو گیا تھا..." (مؤلف)

"تم (مرزائی) اس وقت تک امن میں نہیں ہو سکتے جب تک تمہاری اپنی بادشاہت نہ ہو۔"

(الفضل ۲۵ اپریل ۱۹۳۰ء)

باقی صفحہ ۲۵ پر

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

مرزا قادیانی کا دعویٰ معجزات

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

انبیاء کرام علیہم السلام کو ان کے دعوے کی تصدیق کے لیے معجزات دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔

"ہمارے نزدیک معجزہ اسے کہتے ہیں، جس کے ساتھ اس شخص کے صدق کے اظہار کا قصد کیا جائے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہو۔۔۔ مدعی نبوت کے ہاتھ سے ظاہر ہو۔"

(مباحثہ راولپنڈی صے ۲۰۸
بحوالہ الحکم ۲۴، اپریل ۱۹۰۳ء)

مرزا قادیانی بھی چونکہ مدعی نبوت تھا اس لیے اس نے بھی انبیاء کرام کی طرح (بلکہ ان سے بڑھ کر معجزے دکھانے کا دعویٰ کیا۔ اس کے لیے مرزا قادیانی کی مندرجہ ذیل تحریریں ملاحظہ فرمایئے۔

"اگر کہو کہ اس وحی کے ساتھ، جو پہلے انبیاء علیہم السلام کو ہوتی تھی، معجزات اور پیشگوئیاں ہیں تو اس کا جواب یہ کہ اس جگہ اکثر نبیوں کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیشگوئیاں ہیں بلکہ بعض گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات و پیشگوئیوں کو ان معجزات اور پیشگوئیوں سے کچھ نسبت ہی نہیں۔"

(نزول المسیح صے ۸۲)

"ہاں اگر یہ اعتراض ہو کہ اس جگہ وہ معجزات کہاں ہیں تو میں صرف یہی جواب نہیں دوں گا کہ میں معجزات دکھلا سکتا ہوں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس میں میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لیے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزے دکھلائے ہوں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے۔"

(تتمہ حقیقت الوحی ۱۳۶)

"اور خدا تعالیٰ میرے لیے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔"

(تتمہ حقیقت الوحی صے ۱۳۷)

"اور خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔"

(چشمہ معرفت صے ۳۱۷)

مرزا کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی تعداد تین ہزار تھی (تحفہ گولڑویہ صے ۶۳) لیکن اپنے بارے ان کا دعویٰ ہے کہ انہیں تین لاکھ، بلکہ دس لاکھ، بلکہ ایک کروڑ معجزات دیئے گئے۔ ملاحظہ ہو:۔

"اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے، اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے، اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔"

(تتمہ حقیقت الوحی صے ۶۸)

"ان چند سطروں میں جو پیش گوئیاں ہیں وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں جو دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے۔۔۔۔ اور در حقیقت یہ خارق عادت نشان ہیں اور اگر بہت ہی سخت گیری اور زیادہ سے زیادہ احتیاط سے بھی ان کا شمار کیا جائے تب بھی یہ نشان جو ظاہر ہوئے دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صے ۵۶)

"اور اگر خطوط بھی اس کے ساتھ شامل کیے جائیں جن کی کثرت کی خبر بھی قبل از وقت گمنامی کی حالت میں دی گئی تھی تو شاید یہ اندازہ کروڑ تک پہنچ جائے گا مگر ہم صرف مالی مدد اور بیعت کنندوں کی آمد پر کفایت کر کے ان نشانوں کو تخمیناً دس لاکھ نشان قرار دیتے ہیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صے ۵۸)

"یہ امر پوشیدہ نہیں کہ میری تائید میں خدا کے کامل اور پاک نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں۔۔۔۔۔ اور اگر ان پیش گوئیوں کے پورے ہونے کے گواہ اکٹھے کیے جائیں تو میں خیال کرتا ہوں کہ وہ ساٹھ لاکھ سے بھی زیادہ ہوں گے۔"

(اعجاز احمدی صے ۱)

"دیکھو موجودہ زمانے میں خدا نے اتنی کثرت سے زبردست نشانات کا ذخیرہ جمع کر دیا ہے اور ایسے ایسے اسباب مہیا کر دیئے ہیں کہ اگر ایک لاکھ نبی بھی ان نشانات سے اپنی نبوت کا ثبوت کرنا چاہے تو کر سکتے ہیں۔"

(ملفوظات صے ۲۲۸ جلد ۱۰)

اسلامی نقطہ نظر سے حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کا معجزہ نمائی کا دعویٰ کرنا کفر ہے، کیونکہ معجزہ دعویٰ نبوت کے ثبوت کے لیے ہوتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا کفر ہے۔

ملا علی قاری۔ شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں۔

التحدی فرع دعوی النبوۃ۔ ودعوی النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع۔ شرح فقہ اکبر صے ۲۰۲۔

معجزہ دکھانے کا چیلنج فرع ہے دعویٰ کی۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔

فتاویٰ بزازیہ میں ہے۔

ادعی رجل النبوۃ فقال رجل هات بالمعجزۃ قیل یکفر وقیل لا۔

ایک شخص نے نبوۃ کا دعویٰ کیا دوسرے نے اس سے کہا کہ اپنا معجزہ لاؤ تو یہ معجزہ طلب کرنے والا بقول بعض کافر ہو گیا اور بعض نے کہا نہیں۔

فتاویٰ بزازیہ ص ۳۲۵ ج ۶ برحاشیہ فتاویٰ عالمگیر مطبوعہ بولاق مصر ۱۳۱۱ھ/ بحرالرائق شرح کنز الدقائق میں ہے:۔

ویکفر بقوله ان کان ماقال الانبیاء حقاً او صدقاً وبقوله انا رسول الله وبطلبه المعجزة حین ادعی رجل الرسالة وقیل اذا اراد اظهار عجزه لایکفر۔

اگر کوئی کلمہ شک کے ساتھ کہے کہ اگر انبیاءؑ کا قول صحیح اور سچ ہو تو کافر ہو جاتا ہے اسی طرح اگر یہ کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو کافر ہو جاتا ہے اور جو شخص مدعی نبوت سے معجزہ طلب کرے وہ بھی کافر ہو جاتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اگر اس کا عجز ظاہر کرنے کے لیے معجزہ طلب کرے تو کافر نہیں ہوتا۔

(بحرالرائق شرح کنز الدقائق ص ۱۳۰ ج ۵ مطبوعہ بیروت

جامع الفصولین میں ہے)

قال انا رسول الله اوقال بالفارسیة من پیغامبرم یرید به پیغام می برم کفر ولوانه حین قال هذه الکلمة طلب منه غیره معجزة قیل کفر الطالب قال المتاخرون لوکان غرض الطالب تعجیزه لایکفر۔

کسی شخص نے کہا کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا فارسی زبان میں کہا میں پیغمبر ہوں مراد اس کی یہ تھی کہ میں پیغام لے جاتا ہوں کافر ہو جائے گا اور جب اس نے یہ بات کہی تو دوسرے آدمی نے اس سے معجزہ طلب کیا تو کہا گیا ہے کہ معجزہ طلب کرنے والا کافر ہو جائے گا اور متاخرین نے کہا کہ اگر اس کا مقصد اس کو عاجز کرنا تھا تو کافر نہیں ہوگا۔

(جامع الفصولین ص ۳۲۳ ج ۲ مطبوعہ ازہر مصر ۱۳۰۰ھ)

مرزا نے اگرچہ بہت سے معجزات کا دعویٰ کیا جیسا کہ گذشتہ اقتباسات سے واضح ہے۔ مگر مرزا کے نزدیک اس کا سب سے بڑا معجزہ وہ پیشگوئیاں تھیں جو وقتاً فوقتاً کی جاتی تھیں۔ چنانچہ مرزا کہتا ہے۔

"یہ خیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لیے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا"

(اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ مندرجہ آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸ مجموعہ اشتہارات ص ۱۵۹ ج ۱)

رسالہ "استفتاء" میں لکھتا ہے۔

"توریت اور قرآن نے بڑا ثبوت نبوت کا صرف پیشگوئیوں کو قرار دیا ہے"

(رسالہ استفتاء ص ۳ مطبوعہ قادیان ۱۲، مئی ۱۸۹۰ء)

تریاق القلوب میں لکھتا ہے۔

"کسی انسان کا اپنی پیشگوئیوں پر جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے"

(تریاق القلوب ص ۱ مطبوعہ قادیان ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

اور کشتی نوح میں لکھتا ہے۔

"ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشگوئیاں ٹل جائیں"

(کشتی نوح ص ۵ مطبوعہ قادیان ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

بقیہ :- داستان ازبلا

اطباء، مفسر، محدث، ارباب لغت و ائمہ رجال بھی تشریف فرما تھے۔ چونکہ قریب قریب جملہ مسلمانوں کو ازبلا کے حالات کا علم تھا اور دوسرے تیسرے روز عزرائیل کے پاس خبریں پہنچ جایا کرتی تھیں اس لیے اس مجلس میں بیک وقت ان تمام خواتین کی موجودگی نے جملہ حاضرین میں خوشی و مسرت کی برقی لہر دوڑا دی اور ہر شخص ان کی دلچسپ اور سبق آموز تقریروں کو سننے میں ہمہ تن مصروف ہو گیا۔ باقی آئندہ

بقیہ :- خود کاشتہ پودا

"احمدیوں (مرزائیوں) کے پاس چھوٹے سے چھوٹا ٹکڑا نہیں جہاں احمدی ہی احمدی (مرزائی ہی مرزائی) ہوں۔ کم از کم ایک علاقہ کو مرکز بنالو اور جب تک ایسا مرکز نہ ہو جس میں کوئی غیر (مسلمان) نہ ہوں اس وقت تم اپنے مطالبے کے امور جاری نہیں کر سکتے"

(الفضل ۲۲ مارچ ۱۹۲۲ء خطبہ محمود)

"ہمارے ہاتھ حکومت آجاوے گی۔ احمدی امراء اور بادشاہ ہوں گے تو اس وقت ۱/۳ حصہ کی وصیت کافی نہ ہوگی"

(ضمیمہ الوصیت صفحہ ۲۶)

"حکومت ہمارے پاس نہیں کہ ہم جبر کے ساتھ ان لوگوں کی اصلاح کریں اور ہٹلر یا مسولینی کی طرح جو شخص ہمارے حکم کی تعمیل نہ کرے اس کو ملک سے نکال دیں اور جو ہماری باتیں سننے اور عمل کرنے پر تیار نہ ہو اس کو عبرتناک سزا دیں۔ اگر حکومت ہمارے پاس ہوتی تو ہم ایک دن کے اندر اندر یہ کام کر لیتے"

(تقریر خلیفہ قادیانی الفضل قادیان ۲ جون ۱۹۳۹ء ج ۲۳)

"اگر ہم ہمت کریں اور تنظیم کے ساتھ محنت سے کام کریں تو ۱۹۵۲ء میں ہم انقلاب برپا کر سکتے ہیں"

(اخبار الفضل ۱۹ جنوری ۱۹۵۲ء خلیفہ محمود)

اے محبان پاکستان! آج پاکستان کو تباہ و برباد کر کے اس کے کھنڈرات پر قادیانی ریاست قائم کرنے کا منصوبہ اپنے نقطہ عروج کو پہنچ چکا ہے۔ (نعوذ باللہ) نئی نئی سازشیں ہیں .... نئے نئے جال ہیں۔

بھید بھرے پھندے ہیں .... نئی نئی گھاتیں ہیں ......

...... نئی نئی وارداتیں ہیں .... خطرے کی گھنٹیاں بج رہی ہیں .... خوفناک ہوائیں چل رہی ہیں .... فضائیں بھی وحشت تیر رہی ہیں .... شمس و قمر کے ماتھوں پر تشویش کی سلوٹیں ہیں .... لیل و نہار لرزاں لرزاں ہیں .... زمین انگشت بدنداں ہے ...... ارض وطن کانپ رہا ہے۔ بوٹا بوٹا اور ذرہ ذرہ اہل وطن کو چیخ چیخ کر صدا دے رہا ہے۔

سوچھا گرا آستینوں میں بجلیاں رکھی ہیں گردوں نے
عنادل باغ کے غافل نہ بیٹھیں آشیانوں میں

بقیہ :- مہاجنت کے تاثرات

کو بھارت ماتا کے نام سے ماں کا روپ دے دیا جا رہا تھا مگر بھارت کا ایک مرد کا نام ہے جو بھرت گیا۔ اس کی ایک خیالی تصویر بنا کر ایک مندر بنا لیا۔ بھارت ماتا کا مجسمہ بنا لیا۔ بس ہندو مذہب میں جس شخص کے ذرا سا سوچنے کا ذہن ہے وہ تیا خدا بنا سکتا ہے۔ اس کی شکل کی صورت میں مجسمہ تراش سکتا ہے۔

سوال :- ہندو مہنت ہونے کی صورت میں آپ کے کتنے پیروکار تھے۔

جواب :- لاکھوں کی تعداد میں پیروکار تھے بڑے بڑے لوگ اندرا گاندھی، اٹل بہاری واجپائی جیسے بڑے بڑے لوگ میرے پیروکاروں میں شامل تھے۔ تین بڑے بڑے میرے آشرم تھے۔ پورے ہندوستان میں پرچار کا

تھے ۔

سوال : ہندو مذہب چھوڑنے پر آپ کے پیروکاروں نے احتجاج کیوں نہیں کیا۔

جواب : میں نے ان کی دولت کو ہاتھ نہیں لگایا۔ ان کے آشرم وغیرہ کو نہیں چھیڑا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر آ گیا۔ ہندو اگر ناراض ہو سکتا تھا تو وہ دولت پر ناراض ہو سکتا تھا جب انکی دولت ان کے آشرم سے غرض نہیں رکھی۔ کیونکہ ہمارے ذہن میں تھا کہ پورے ہندوستان پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گا اگر میں ان چیزوں کو چھیڑتا تو ہندو دولت پر جان دے دیتا ہے۔ وہ مجھے کبھی نہیں چھوڑتے۔ میں ہندو مذہب کی بات نہیں کرتا۔ میں مذاہب کا تقابل پیش کرتا ہوں۔ میں ان کو بتاتا ہوں کہ ہزاروں مرتبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک ویدوں میں اور ہندوؤں کی مقدس کتابوں میں آیا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا نام اس میں آیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کا نام آیا ہے۔ ہندو اس بات کو سمجھتا ہے کہ جب ہمارے بھگوان کے کئی روپ ہو سکتے ہیں تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی بھگوان ہو سکتے ہیں۔ وہ بحیثیت ہندو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مانتا ہے۔ مسلمان نہیں ہوتا۔ میں نے اپنے مشن کے لیے اور دین کا کام کرنے کے لئے ہندوؤں سے لڑائی نہیں مول لی۔ کیونکہ جھگڑے کی صورت میں کام کرنا مشکل ہے۔ میں ہندوستان کے بڑے لوگوں اور برہمن کو مسلمان کرنا چاہتا ہوں تو نچ (؟) کمار پارٹی کو میں نے مسلمان کیا۔ یہ لوگ جن لوگوں کے ہاتھوں میں پورے ہندوستان کا راج ہے۔ ان کو مسلمان بنانا میرا مشن ہے ۔

ختم شد

بقیہ :۔ ولایت کا راستہ

فرمایا کہ رمضان کا مہینہ آ گیا ہے جو بڑی برکت والا ہے اللہ تعالیٰ اس میں تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اپنی رحمت خاصہ نازل فرماتے ہیں خطاؤں کو معاف کرتے ہیں دعا کو قبول کرتے ہیں تمہارے تنافس یعنی ایک دوسرے سے نیکیوں سے بڑھ جانے کا جذبہ کو دیکھتے اور ملائکہ سے فخر کرتے ہیں پس اللہ کو اپنی نیکی دکھلاؤ۔ بد نصیب ہے وہ شخص جو اس مہینہ میں بھی اللہ کی رحمت سے محروم رہ جائے ۔

صحابہ کرام میں اور تابعین میں کتنے ایسے لوگ ہیں جو دنیا کے مشاغل میں حکومتوں میں سرکاری ملازمتوں میں اور زندگی کے مختلف محاذوں میں رہتے ہوئے ولایت کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ گئے۔ کتنے لوگ دین کے کام رہ کر اس مقام پر نہیں پہنچ سکے اس میں کوئی دقت نہیں ہے کہ آپ اپنے سارے مشاغل میں اللہ کی رضا کی نیت کر لیں جہاں کوئی اللہ کا کوئی حکم بتائے اس پر سر تسلیم خم کر لیں اور اس راستہ میں اپنے مالی نقصان کو گوارا کر لیں اس پر کتنے لوگ دین کی فضا میں رہ کر محروم ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ کے یہاں جغرافیہ کی تقسیم نہیں ہے شرط ہے رضائے الٰہی کے طلب کی۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بقیہ :۔ مفتی احمد الرحمٰن

میں بھی مقام رکھتے تھے باقاعدہ مولانا فقیر محمدؒ خلیفہ حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ تھے مفتی صاحب کی باقاعدہ مجلس ہوتی راقم الحروف بھی عرصہ تک ان کی مجلس سے فیض یاب ہوا ۔

مفتی صاحبؒ ایک انمول چیز تھے کتنی مساجد مدارس مذہبی فلاحی تنظیمیں مفتی صاحب کے تعاون سے یا ان کی سرپرستی سے چل رہی تھیں بعض تنظیموں کے باضابطہ سرپرست تھے جن میں سرفہرست وفاق المدارس عربیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حرکۃ الجہاد الاسلامی حرکۃ المجاہدین تحریک نفاذ شریعت تحریک سواد اعظم اہلسنت وغیرہ ہیں اور ان مدارس کی تعداد غیر متناہی ہے جن کو مفتی صاحب سپورٹ کرتے کہا جاتا ہے کہ انسان کی قیمت اس کے چلے جانے کے بعد معلوم ہوتی ہے انتقال کے بعد کتنے علماء کتنے ہی عام اشخاص اپنے دکھڑے رو رہے تھے ۔

مفتی صاحب کا فیض جاری تھا کہ ۳۱ جنوری کی صبح جب روتے ہوئے ساتھیوں نے طلبہ کو بیدار کیا تو معلوم ہوا کہ جنوری کے گلشن کا پاسبان ہم سے بچھڑ گیا ہزاروں طلبہ رو رہے تھے اساتذہ رو رہے تھے سب کے حواس قابو میں نہیں تھے کہ یہ اچانک کیا ہوا

آخری وقت میں یوں محسوس ہو رہا تھا کہ ابھی آنکھ کھول دیں گے مسکراتے ہوئے چہرے کو دیکھ کر کسی کو یقین نہیں آ رہا تھا مولانا تقی عثمانی نے چہرہ دیکھ کر کہا مفتی صاحب ہم سے کیوں مذاق فرما رہے ہیں آپ ؟

آخرکار یہ ہنستا مسکراتا دین حق کا سپاہی منوں مٹی تلے دفن کر دیا گیا اور اہل حق کی تاریخ کا یہ روشن باب ختم ہوا۔

لہو کے قطروں سے سینچ کر ہزاروں گلشن سجانے والو
نچوڑ کر دل و جگر سے خوں چراغ محفل جلانے والو
اجل کی وادی میں راہیوں کی بقا کی راہیں دکھانے والو
تمہاری یادیں بسی ہیں دل میں افق کے اس پار جانے والو

بقیہ :۔ ہجرت

کا انتظام کر لیا گیا تھا یہ سب کچھ بڑی رازداری سے کیا گیا تھا کہ صدیق اکبرؓ کے گھرانے کے دو تین افراد کے سوا کسی کو علم نہ تھا ایک غلام کو ضرورت کے تحت عین وقت پر اس راز سے آگاہ کیا ان اشخاص نے اپنے فرائض ایسے رازدارانہ اور احسن طریقے سے سرانجام دیے کہ قریش کے کانوں میں اس کی بھنک تک نہ پڑی۔۔۔۔ دشمن کے ارادے اور کارروائیوں سے باخبر رہنا بہترین حکمت عملی اور ناگزیر حربی ضرورت ہے آپؐ کے سرو جنگ اور مدینہ کی سبھی جنگوں میں برابر حکمت عملی پر کاربند رہے چنانچہ قریش کے ارادوں اور چالوں سے باخبر رہنے کے لئے آپؐ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے جواں سال صاحبزادے عبداللہؓ کو سراغ رسانی کے کام پر معمور کیا۔ جو دن بھر قریش کے پاس رہتا اور رات کو کھانا لیکر ازراہ شربت میں حاضر ہوتا اور دن کے حالات سے آپؐ کو مطلع کرتا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا غلام رات کی تاریکی میں ریوڑ لے جاتا اور یاران غار کو تازہ دودھ پلاتا۔ حضرت اسماءؓ روزانہ شام کو گھر سے کھانا پکا کر غار میں پہنچا آتی تھیں ۔

پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) اور صدیق اکبرؓ غار کی تاریک تنگنائے میں تین دن خلوت گزیں رہے وہ اہل دنیا کی نظروں سے اوجھل تھے لیکن اپنے اللہ و رب کی نظر میں تھے جو اس عالم تنہائی میں بھی ان کا مونس رفیق تھا ۔

بقیہ:۔ سیرت مصطفےٰ ﷺ

ہیں وہ ایک مکمل گھریلو نمونہ تھیں۔ نبی اکرم ﷺ کی صحبت مبارکہ کا یہ پہلو کہ جب آپ کوئی بکری ذبح کرتے تو آپ اس کے مختلف حصے فرما دیتے اور حضرت خدیجہؓ ام المومنین اور ازواج مطہرات میں سے ایک پاک بی بی آپ ان کی سہیلیوں کو بکری کا گوشت تحفتاً اور ہدیتاً بھجوا دیتے اس حد تک نبی اکرم ﷺ ازواج مطہراتؓ کا احترام فرماتے تھے۔

مختلف اخلاق اور شمائل مبارکہ کا ذکر۔ اور اخلاق عالیہ کا ذکر اور اوصاف کریمہ کا ذکر ہمیں تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ بڑے نرم مزاج تھے۔ نرم گفتار رکھتے تھے اور کبھی بھی بے مروت نہ تھے۔ آپ ﷺ کی گفتگو مبارک بڑی شیریں تھی جب اشارہ فرماتے تو پورے ہاتھ کے ساتھ اشارہ فرماتے جب کسی امر پر تعجب فرماتے تو اس کو پلٹ دیتے گفتگو کرتے وقت داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے ملاتے غصہ اور ناگوار کی بات ہوتی تو رخ انور اس طرف بالکل پھیر لیتے تھے اور اعراض فرما لیتے تھے جب نبی اکرم ﷺ کسی بات پر خوش ہوتے تھے تو آپ اپنی مبارک نظریں جھکا لیتے تھے اور آپ کا ہنسنا زیادہ تر تبسم یعنی مسکراہٹ تھا جس سے آپ ﷺ کے دندان مبارک ظاہر ہوتے تھے جو بارش کے اولوں کی طرح پاک اور شفاف تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو لباس جمال و کمال سے آراستہ فرمایا تھا اور آج تک کوئی انسان اتنا خوبصورت نہیں ہوا جتنے خوبصورت نبی اکرم ﷺ بن کر اس دنیا میں تشریف لائے ہند بن ابی ہالہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ بہت خوددار اور باوقار اور شان و شوکت کے حامل تھے اور دوسروں کی نگاہ میں بھی نہایت پرشکوہ آپ ﷺ کا رخ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا حضرت براء بن عازبؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد تھے میں نے آپ کو ایک دفعہ سرخ قبا میں دیکھا اس سے اچھی چیز میں نے کوئی نہیں دیکھی حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ میانہ قد تھے طول کی طرف کسی قدر مائل، رنگ نہایت گورا، ریش مبارک کے بال سیاہ، آنکھوں کی پلکیں دراز چوڑے شانے آخر میں فرماتے ہیں کہ میں نے آپ جیسا آپ ﷺ کے پہلے یا آپ کے بعد کبھی نہیں دیکھا۔

حضرت ابوہریرہؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ قسم اس کی جس کے قبضے میں ابوہریرہ کی جان ہے اللہ کے نبی اور اہل بیت کبھی متواتر تین دن گیہوں کی روٹی پیٹ بھر کر نہ کھا سکے یہاں تک کہ وہ دنیا سے پردہ فرما گئے۔ حضرت ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ ہم اہل بیت نبی اکرم ﷺ کو ایک چاند گزر کر دوسرا چاند نظر آتا اور ہمارے گھر میں چولہا نہ جلتا صرف کھجور اور پانی پر ہماری گزر بسر ہوتی تھی۔ نبی اکرم ﷺ کی معاشی اور مالی حالت یہ تھی کہ جب آپ ﷺ اس دنیا سے کوچ فرمانے لگے تو آپ ﷺ کی زرہ بکتر ایک یہودی کے پاس رہن رکھی تھی۔ آپ ﷺ کے پاس اتنا سرمایہ نہیں تھا کہ آپ ﷺ اس کو چھڑوا سکتے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جب نبی اکرم ﷺ نے خطبۃ الوداع فرمایا تو اس وقت آپ کی کیا کیفیت تھی میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ لاکھوں مربع میل رقبہ اسلام کے زیر نگیں ہو چکا تھا کتنے ممالک تھے جو کہ مسلمانوں نے فتح کر لئے تھے لیکن اس بوریا نشین اور فاقہ نشین نبی کی یہ کیفیت تھی کہ آپ ﷺ جب خطبۃ الوداع یعنی آخری خطبہ فرما رہے تھے تو آپ ﷺ کا کجاوا مبارک اس قدر خستہ تھا کہ اس پر جو چادر پڑی ہوئی تھی اس کی مالیت صرف اور صرف چار درہم سے زیادہ نہیں تھی۔ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں نوے ہزار درہم پیش کئے گئے۔ یہ رقم ایک چٹائی پر ڈال دی گئی اور آپ ﷺ نے اس کو تقسیم کرنا شروع کر دیا اور کسی سائل کو بھی آپ نے واپس نہ فرمایا یہاں تک کہ ساری رقم کا ڈھیر ختم ہو گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ فراخ دل، نرم طبیعت اور خاندانی لحاظ سے سب سے زیادہ محترم تھے۔

ریاکاری سے اجتناب کریں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جُبّ حزن سے اللہ کی پناہ مانگو۔ صحابہؓ نے پوچھا۔ جُبّ حزن کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ دوزخ میں ایک وادی ہے جس سے دوزخ بھی ہر روز چار سو بار پناہ مانگتا ہے صحابہؓ نے عرض کیا۔ اس میں کون داخل ہوگا؟ فرمایا یہ وادی ریاکار عالموں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ (ابن ماجہ)

(۲) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے لوگوں کے دکھانے کے لئے نماز پڑھی۔ اس نے شرک کیا۔ جس نے ریاکاری کے لئے روزہ رکھا۔ اس نے شرک کیا۔ جس نے ریاکاری کیلئے صدقہ کیا۔ اس نے شرک کیا۔ (مسند امام احمدؒ)

(۳) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (حدیث قدسی ہے) میں شریکوں میں سب سے زیادہ شرک سے بے نیاز ہوں۔ پس جس شخص نے میرے لئے کچھ عمل کیا۔ اور اس میں میرے سوا کسی کو شریک کیا۔ میں اس شخص سے بے زار ہوں۔ اور وہ اور اس کا عمل اسی کے لئے ہے جسے اس نے شریک بنایا۔ (مسلم شریف)

اگر کوئی عبادت اللہ کے لئے بھی کی جائے اور وہ کسی غیر اللہ کے لئے بھی کی جائے۔ تو اللہ اس عبادت سے بوجہ شرک کے بیزار ہوتا ہے قبول ہی نہیں کرتا۔ مثلاً نماز میں سجدہ اللہ کے لئے کیا۔ جو عبادت ہے۔ پھر یہی سجدہ کسی مزار پر جا کیا۔ یہ شرک ہے کیونکہ اللہ کی عبادت سجود میں دوسرے کو شریک کیا۔ اللہ ان نمازوں کو بھی قبول نہیں کرے گا۔ کیونکہ نماز میں دوسرا بھی شریک ہو گیا ہے۔ اسی طرح ریاکاری کے عمل سے بھی اللہ بیزار ہے اور اسے قبول نہیں کرتا۔ خلوص کا تقاضا یہ ہے کہ عمل صرف اللہ کو دکھانے۔ سنانے۔ اور اسی کی رضا اور خوشنودی کے لئے کیا جائے۔ جس عمل میں اللہ کو دکھانے سنانے کے ساتھ غیر اللہ کو دکھانا سنانا بھی شامل ہو جائے۔ تو یہ شراکت بدترین عبادت یا عمل اللہ قبول نہیں کرتا۔ اور اس سے بیزار ہوتا ہے۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ریائی اعمال والوں کو فرمائے گا۔ جن کو دکھانے سنانے اور جن سے شہرت کی داد پانے کے لئے تم نے یہ اعمال کئے تھے جاؤ آج ان سے جا کر صلہ لو۔ میرے پاس تمہارے لئے کوئی اجر نہیں ہے۔

(۴) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ شب معراج کو میں نے بعض آدمی دیکھے جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کترے جاتے تھے۔ میں نے جبرئیلؑ سے کہا۔ یہ لوگ کون ہیں؟ اس نے کہا۔ یہ آپ ﷺ کی امت کے خطیب (علماء و واعظین) ہیں جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے۔ اور اپنی جانوں کو بھولے ہوئے تھے۔ یعنی خود عمل نہیں کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف)

KHATIME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

بمقام
جامع مسجد برمنگھم
180 بائی وے
بیلگریو روڈ برمنگھم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

عالمی ساتویں ختم نبوۃ کانفرنس برمنگھم

مورخہ 16 اگست 1992ء بروز اتوار صبح 9 بجے تا شام 7 بجے

کانفرنس کے چند عنوانات

• مسئلہ ختم نبوت • حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام
• مسئلہ جہاد • قادیانیت کے عقائد و عزائم • مرزا طاہر کا مباہلہ سے فرار • مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور ان کی دہشت گردی — کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور ان کا تعاقب جاری رکھیں گے، کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے۔

زیر سرپرستی
شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ
امیر مرکزی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ 35 اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو 9-9 ایچ زیڈ، یو کے
فون
071-737-8199